



اللهم اني اتبعك
مقاماً محموداً
ان الله لفضل بيدي الله
يؤتيه من يشاء

THE ALFAZI QADIAN

الفضل

غلام نبی

پیشانی
تشریح
بنام

جماعت احمدیہ مسلمانوں کے (۱۹۲۸ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین صاحب خلیفۃ المسیح ثانی علیہ السلام کی قیادت میں جاری فرمایا۔

ممبر ۷۵ مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۲۸ء یوم جمعہ مطابق ۳۰ رمضان ۱۳۴۶ھ جلد ۱۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علاؤ الدین احمد مبلغ کی تالیف مساء کے تحت کتاب

المستیع

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی علیہ السلام کے دورہ کے دوران
شکایت ہے۔ حضرت مرزا بشیر الدین صاحب خلیفۃ المسیح ثانی علیہ السلام
کا عارف ہیں۔ جماعت احمدیہ کا ایک وفد ۲۰ مارچ کو سائبرین کیشن سے ملنے
کے لئے لاہور روانہ ہوا۔ جس کے غیر حسب ذیل حضرات ہیں:
نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوئٹہ سردار خیر احمد خالص صاحب تھنڈ
کوٹ قیصراتی۔ جنرل اوصاف علی خالص صاحب مالیر کوئٹہ۔ کپتان غلام محمد
صاحب دوالمیال۔ لفتینٹ تاج محمد خاں صاحب اسخیلہ (کوئٹہ)
چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بیرسر ہیر پبلٹیو کونسل پنجاب۔ قاضی
محمد شفیع صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ بی چارسدہ۔ چوہدری سلطان احمد
صاحب زیدار گجرات۔ چوہدری غلام حسین صاحب سفید پوش لاکھپور
خان ذوالفقار علی خالص صاحب ناظر علی۔ صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد
صاحب۔ لفتینٹ صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب چوہدری فتح محمد
صاحب ایم۔ اے۔ مفتی محمد صادق صاحب۔

خدا تعالیٰ کے فضل اور اوصافی مبلغین علاقہ ملکانہ کی مسلسل کوششوں سے ضلع متھرا کے مشہور قصبہ نوگاؤں
میں ملک انوں کے بہت سے مرتد شدہ گھرانوں کے تائب ہونے کی جو خبر ایک گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکی ہے۔ اس
کے کسی قدر تفصیلی حالات اب موصول ہوئے ہیں۔ چنانچہ قریشی انصاف احمد صاحب کہتے ہیں۔ خدا کے فضل سے
نوگاؤں کے ۲۸ ملک انہ خاندانوں کے ۳۱۰ مرد و عورتیں اور بچے اشدھی سے تائب ہو کر اسلام میں داخل ہو گئے ہیں
ان کو مسلمان بنانے کے بعد ان کی اسم دار فہرست بنائی گئی۔ اور انکو گٹھے لگوائے گئے۔
یہ فہرست ہمارے پاس پہنچ چکی ہے۔ ہمارے مبلغین کو امید ہے۔ کہ آہستہ آہستہ سارا گاؤں تائب ہو کر
آدیوں کے پنجے سے آزاد ہو جائیگا۔ اس گاؤں میں ایک پرانی مسجد موجود ہے۔ مگر لوگوں کے مرتد ہوجانے کی وجہ
سے وہ برباد ہو رہی تھی۔ ہمارے مبلغین نے اس کی مرمت کرائی۔ اور گاؤں کا ایک آدمی مقرر کر دیا ہے۔ جو اس
کی صفائی وغیرہ کرتا رہے۔
وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں۔ یا بدعتی سے دوسروں کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ دوسرے لوگوں کی طرح احمدی
مبلغین بھی علاقہ ملکانہ سے دلچسپی لگائے ہیں۔ وہ احمدی مبلغین کی تازہ کامیابی کو دیکھ کر اپنی غلطی یا غلطی
کی اصلاح کر سکتے ہیں۔

نایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے قدیمی خادم اور مخلص مرید منشی شادی خاں صاحب سیالکوٹی چند روز قبل بارہ ماہ قبل از وفات فرما گئے۔

مجلس مشاورت کے نامزدگان کا اعلان

مجلس مشاورت میں شمولیت کے لئے ہر ایک جماعت کے نامزدگان لازمی طور پر آنے چاہئیں۔ نامزدگان کا انتخاب ان اصول اور طریقوں پر کیا جائے جو زیر عنوان نامزدگان کے انتخاب کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ہدایات الفتن مورخہ ۹ مارچ میں شائع ہو چکے ہیں۔

نامزدگان کے نہ آنے سے مشوروں کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور مجلس مشاورت کی غرض فوت ہوتی ہے۔ صوبہ پنجاب کے باہر کی جماعتیں یعنی جماعت ہائے بنگال۔ بہار اڑیسہ۔ آسام۔ یوپی۔ ممالک متوسط۔ اصفہان متحدہ۔ راجپوتانہ۔ سندھ۔ بمبئی۔ حیدرآباد دکن۔ میسور۔ مدراس۔ بلوچستان اور صوبہ سرحد خاص طور پر اس پر توجہ دیں۔

فاکس ریوسٹ علی سیکرٹری مجلس مشاورت

نظر اعلیٰ کا اعلان

میں نے ۲۰ مارچ کے افضل میں پھر ۲۰ مارچ کے احقر گزٹ میں پھر ۲۰ مارچ کے افضل سالانہ رپورٹ کے متعلق اعلان کیا تھا۔ کہ ۲۰ مارچ تک تمام جماعتوں کی رپورٹیں دفتر میں پہنچ جانی چاہئیں۔ مگر اس وقت تک صرف نو رپورٹیں پہنچی ہیں۔ جو تعداد کے لحاظ سے بہت ہی کم ہیں۔ اسباب اس طرف توجہ فرمائیں۔ اور جلد رپورٹیں بھیج کر مشکور فرمادیں۔ ناظر اعلیٰ

اجاب کو طلاع

مدرسہ احمدیہ کی جماعت بندی ۳۱ مارچ ۱۹۲۵ء کو ہوگی۔ جن دوستوں کا ارادہ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرنے کا ہو۔ وہ اول تو ۳۱ مارچ تک درنہ زیادہ سے زیادہ مجلس مشاورت تک اپنے بچوں کو بھیج دیں۔ اور کاکم از کم چوتھی پر آمڈی پاس ہونا چاہئے والسلام۔ عبدالرحمن مصری ایڈیٹر مدرسہ احمدیہ

عید الفطر مبارک

اگلا پرچہ عید کے بعد ۳ مارچ کا شائع ہوگا۔ خریداران افضل نوٹ کریں۔ ہتھم

مصنوع کا عہد

کیا آپ نے عہد کر لیا ہے کہ اس رمضان میں کم از کم اپنی ایک خطائی یا بدی مکروری کو دور کر دینگے اور نیکیت تو اب بھی وقت ہے۔ ابھی اسی وقت یہ عہد کر لیں اور پھر اس عہد کو پورا کریں۔ خدا آپ کے ساتھ ہو۔ فاکس ریوسٹ علی سیکرٹری مجلس مشاورت

مکتوب مقبول

مدیر صاحب ترجمان سرحد

مکرم بندہ جناب مدیر صاحب اخبار ترجمان سرحد۔ بعد از سلام سزاوارتہ عرض ہے کہ آپ کے اخبار مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۲۵ء کے صفحہ ۲۰ کالم ۳ میں رسالہ در عدنان فارسی کے بعض اشعار پر اظہار ناراضی کیا گیا ہے۔ آپ نے کہا ہے کہ گویا اعلیٰ حضرت امیر امان الدین باغیوں اور افغانوں کی اس وقت توہین کی گئی تھی جبکہ وہ ہندوستان اور یورپ میں گورنمنٹ برطانیہ کے ہمارے اعلیٰ حضرت سے سہم کر رہے ہیں۔ مگر واضح ہو کہ نہ تو یہ اشعار اس وقت کہئے گئے ہیں۔ جبکہ اعلیٰ حضرت ہندوستان اور یورپ اور نہ ان کی آمد پر یہ مجموعہ طبع ہوا ہے۔ بلکہ اس رسالے کے سردق پر یہ اشعار لکھا ہوا ہے۔ کہ یہ مجموعہ اشعار فارسی وقتہ فوقتہ اخبارات سلسلہ احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور اس سلسلے کے رسالوں میں کئی نظم ۱۹۲۵ء کی بعد کی موجود ہیں۔ بلکہ وہ نظم جو ۱۹۲۵ء پر چھپی ہے۔ اس کی تاریخ اشاعت ۲۶ نومبر ۱۹۲۵ء اور اخبار پر لکھا ہوا ہے۔ اور وہ نظم جو صفحہ ۳۸، ۳۹ پر ہے۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۵ء میں لکھی گئی ہے۔ اور وہ نظم جو صفحہ ۴۰ لغایت ۴۳ پر ہے۔ وہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۵ء میں لکھی گئی ہے۔ اور وہ نظم جو صفحہ ۴۴ پر ہے۔ وہ ۱۹۲۵ء میں لکھی گئی ہے۔ اور حضرت سید عبداللطیف رئیس خوست جولائی ۱۹۲۵ء میں رقم کئے گئے تھے پس ان میں کئی نظم ۱۹۲۵ء کی موجود نہیں۔ بلکہ یہ مجموعہ آغاز مئی ۱۹۲۵ء میں کاتب نے لکھا ہے۔ اور بعض وجوہ کے سبب سے نومبر ۱۹۲۵ء میں طبع ہوا۔ حالانکہ اعلیٰ حضرت امیر امان الدین ۱۲ دسمبر ۱۹۲۵ء کو براہ کوئٹہ دار کراچی ہوئے۔ پس اس رسالہ اور اس کے مضامین کو اعلیٰ حضرت کے سفر ہندوستان سے کوئی تعلق نہیں۔ جس وقت یہ نظمیں لکھی گئی تھیں اس وقت امیر حبیب اللہ صاحب نے جولائی ۱۹۲۵ء میں جناب سید عبداللطیف رئیس کو جنم کرایا تھا۔ اور ان کے دو نوجوان فرزند سید محمد سعید جان اور سید محمد عمر جان کابل کے جیل میں جیل فیور کی بیماری سے بیمار ہو کر فوت ہو گئے تھے۔ اور جناب سید سلطان ایک عمر عالم کو مان تک لکھا کھلا کر کابل کے جیل میں مار ڈالا گیا۔ اس سے قبل امیر عبدالرحمن صاحب نے شیخ عبدالرحمن کو دربار میں گھلا گھونٹ کر مردا دیا تھا۔ اور اعلیٰ حضرت امیر امان الدین نے علماء افغانستان کے فتاویٰ سے جناب نعمت اللہ

کو ستمبر ۱۹۲۵ء میں اور جناب مولوی عبدالکلیم اور جناب قاری نور علی کو ۱۶ فروری ۱۹۲۵ء کو سنگسار کیا گیا تھا۔ حالانکہ ان کا کوئی جرم نہ تھا۔ سوائے اس کے کہ وہ احمدی تھے۔ کیا اس قدر بے درپے منظم اور خون ناحق کے ہوتے ہوئے مظلوم گروہ کو اتنا بھی حق حاصل نہیں۔ کہ صدائے احتجاج بلند کرے جس کے اس قدر قابل قدر افراد بلا قصور نہایت بے دردی سے مارے جائیں۔ آپ اپنے آپ کو ہماری پوزیشن میں رکھ کر غور کریں کہ اگر یہ فعل ایک احمدی بادشاہ کسی آپ کی جماعت کے افراد کے ساتھ کرتا تو آپ اس کو کون انصاف میں یاد کرتے۔ اگر یہ ہمارا یا دکرنا اس کو محض نصیحت اور پند کی شکل میں ہے۔ نہ کہ توہین اور تمیز کی صورت میں جس وقت اعلیٰ حضرت شاہ کابل ہندوستان پہنچے اور کراچی تشریف فرما ہوئے تو انہوں نے تقریر کی اور افغانستان کے علماء سے ہر طرح بیزاری ظاہر کی۔ اور اپنے آپ کو ان کے ہاتھوں سے لاپرواہ کر لیا۔ تو چونکہ ہمیں اعلیٰ حضرت سے کوئی ذاتی عداوت یا عناد نہ تھا۔ ہماری جماعت کے امام حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف کو خیر مقدم کا تار دیا گیا۔ اور ان کے خیالات پر مبارکباد پیش کی گئی۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ ہمارے امام کا یہ عمل ہمارے واسطے واجب الاتقان سے نہیں انسان کو ہمارا امام عزت اور توقیر سے دیکھے۔ بھلا ہم اس کی کوئی توجہ نہیں دے سکتے ہیں۔ لہذا آپ کا یہ گمان کہ ہم نے اعلیٰ حضرت کی توہین کی۔ صرف آپ کا خیال ہے۔ ہم آپ کے اس حاصل کردہ نتیجے سے سخت بے زار ہیں۔ تعجب تو یہ ہے۔ کہ آپ نے اخبارات الفضل والفقلا میں ضرور حضرت خلیفۃ المسیح کی وہ تار ملاحظہ کی ہوگی۔ پھر آپ نے کیوں یہ غلط بات ہماری طرف منسوب کی۔ اور اس کے لئے ہمارے چند سال گذشتہ اشعار کو منتخب کیا۔ کیا آپ کو یاد نہیں کہ مئی ۱۹۱۹ء میں ہندوستان اور افغانستان کے حکمران برسر پیکار تھے۔ اور ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ گو آج ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ بلکہ اعلیٰ حضرت بادشاہ افغانستان اعلیٰ حضرت ملک معظم کے ہمراہ ہو کر لندن پہنچے ہیں۔ کیا آپ ۱۹۱۹ء کے واقعات کو سامنے رکھ کر یہ دو حکمرانوں کو اس وقت دشمن قرار دیں گے۔ اگر آپ ایسا فعل کسی صحیح الدماغ انسان کا عمل نہ خیال کریں گے۔ تو آپ کیوں ۱۹۱۹ء و ۱۹۲۰ء و ۱۹۲۱ء و ۱۹۲۲ء کے واقعات کو ۱۹۲۵ء کے حالات پر چسپاں کر دیا۔ جبکہ اب ہمارا رویہ اعلیٰ حضرت کی طرف دلیا نہیں۔

امید ہے کہ آپ آئندہ کسی خود غرض انسان کے دعوے سے اگر کسی کے خلاف بلا تحقیق قابل اعتراض لہجہ میں نوٹ نہ لکھیں۔ بلکہ بعد از تحقیق قدم اٹھایا کریں گے۔ فاکس ریوسٹ علی سیکرٹری مجلس مشاورت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۳ مارچ ۱۹۲۸ء

اچھوت قوم جڈ کا زبانی

پچھلے دنوں اسی میں سترجیکار نے اچھوتوں کے مفاد کی خاطر ایک رنڈو لیوشن پیش کیا تھا۔ لالہ لاجپت رائے نے اس کے متعلق ایک ترمیم پیش کرتے ہوئے گورنمنٹ سے مطالبہ کیا۔ کہ اچھوتوں کی تعلیم کے لئے ایک کروڑ روپیہ منظور کرے۔ اور اندرون ملک جملہ کنوئیں اور پبلک سڑکیں ان کی خاطر کھولنے کا انتظام کرے۔ مگر لالہ جی کی یہ ترمیم سترجیکار نے اس پر رائے زنی کرتا ہوا آریہ اخبار "نیچ ڈیلی" ۲۴ فروری ۱۹۲۸ء کو لالہ جی کی ترمیم کا اشراد اس امر کا بین ثبوت ہے کہ حکومت کو اگر اچھوتوں سے کچھ ہمدردی ہے۔ تو وہ صرف زبان تک ہی محدود ہے۔ عملی طور پر ان کے لئے کچھ کرنا نہیں چاہتی۔

مگر واقعات کی روشنی میں اگر دیکھا جائے۔ تو نتیجہ کا گورنمنٹ کو اس طرح محدود الزام ٹھہرانا خلاف انصاف اور دیانت ہے۔ ہر حکومت کو پافرض ہوتا ہے۔ کہ وہ ملک میں قیام امن کا انتظام اور فسادات اور بد امنی کا انسداد کرے۔ اب یہ امر ظاہر ہے۔ کہ ہندوؤں کا ایک کثیر طبقہ اچھوتوں پر قسم کا جبر و تشدد اور ظلم و ستم روا رکھتا صرف جائز ہی نہیں۔ بلکہ اپنی مذہبی تعلیم کی بنا پر موجب ثواب یقین کرتا ہے۔ اس صورت میں گورنمنٹ کے لئے یہ امر نہایت مشکل ہے۔ کہ وہ اپنی طاقت اور عہد سے کام لے کر تمام ملک کی سڑکیں اور کنوئیں وغیرہ کو اچھوتوں کے لئے کھول دے۔ کیونکہ صاف ظاہر ہے۔ کہ ہندوؤں کی ایک کثیر تعداد گورنمنٹ کے اس فعل کو مذہبی مداخلت سے تعبیر کرے گی۔ اور اس طرح ہندوستان میں ایک نئے فتنے کا دروازہ کھل جائیگا۔

بہر حال اس ترمیم کے اشراد پر بعض ہندو معاصرین نے اچھوت اقوام سے جن الفاظ میں اظہار ہمدردی کیا ہے۔ وہ خوشن اور امید افزا ہیں۔ کیونکہ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندوؤں میں ایک ایسی جماعت پیدا ہو چکی ہے۔ جو اچھوتوں کی اصلاح کی خواہش ہے۔ مگر ہم انہیں بتانا چاہتے ہیں کہ اس مقصد میں

کامیابی گورنمنٹ کے ذریعہ نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کا اصلی طریقہ یہ ہے کہ وہ تمام طاقت اور قوت اپنی قوم کے خیالات کو تبدیل کرنے میں خرچ کریں اور ان کو محبت و پیار سے سمجھائیں کہ ہندوؤں ستر بہت پرانے زمانے کی باتیں ہیں۔ اس روشنی اور تہذیب و تمدن کے دور میں ان پر عمل کرنا ناممکنات سے ہے۔ دنیا ترقی کی طرف جا رہی ہے۔ اور ہندوؤں ستر اسے پیچھے کی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اس لئے رفتار زمانہ کے ساتھ چلنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ دنیا نوسخیالات کو چھوڑ دیا جائے۔ اچھوت ہماری ہی طرح کے انسان اور خدا کی مخلوق ہیں۔ اور ان پر جبر و استبداد کسی طرح بھی خالق کی خوشنودی کا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔

پرانے خیالات کے ہندوؤں میں تبدیلی پیدا کرنے کے ساتھ ایسے آزاد خیال اور مدعیان انصاف و دیانت ہندوؤں کا اپنا بھی فرض ہے۔ کہ وہ ایسی روش اختیار کریں جو اچھوتوں کی اصلاح اور ترقی کے لئے مفید ہو سکے۔ اور ایسے طریقوں سے احتراز کریں۔ جن سے ان کو کچھ بھی حاصل ہونے کا امکان نہیں۔ اچھوت ہندوستان کے باشندے ہیں۔ اور ہندوستان ان کا بھی ویسا ہی وطن ہے۔ جیسے اونچی ذات کے ہندوؤں کا۔ بلکہ ان سے بڑھ کر۔ کیونکہ اچھوت ہندوستان کے اصلی اور قدیمی باشندے ہیں۔ اور ہندوؤں کے بعد آئے ہیں۔ پس اپنے وطن میں ازباز ہیر و تشدد کسی قوم کو کمزور اور جاہل لوگوں کو اپنا دست نگر بنائے رکھنے کا حق نہیں ہے۔

ہندو صحابیان کا فی عہد سے ان کے حقوق پر متصرف چلے آتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو کبھی اس بات کا احساس بھی نہیں ہوا تھا۔ کہ ملکی معاملات میں ان کا بھی کوئی حصہ ہو سکتا ہے مگر اب زمانہ کی رفتار نے ان میں بھی بیداری پیدا کر دی ہے اور وہ بھی اپنے آپ کو انسان سمجھنے لگے ہیں اور اپنے حقوق واپس مانگ رہے ہیں۔ پس ان کے متعلق ہندوؤں کی ہمدردی کے دعویٰ کو بغض زبانی نہیں۔ تو ان کا فرض ہے۔ کہ اچھوتوں کے حقوق ان کے حوالہ کر دیں۔ اور ان کی جہالت اور پستی و ذلت سے فائدہ اٹھانے کی خاطر ایسی سیاسی چالیں چھوڑ دیں۔ جن کے نتیجہ میں ان کو کچھ نہیں مل سکتا۔ مخلوط انتخاب اچھوتوں کے لئے سبب قائل کا حکم رکھتا ہے۔ اچھوت بہت غریب ہیں تعلیم میں بہت ہی پیچھے ہیں۔ زندگی کے ہر شعبہ میں وہ ہندوستان کی دیگر اقوام سے پسماندہ ہیں۔ ایسی حالت میں اگر مخلوط انتخاب کا اصول ہندوستان میں جاری کر دیا جائے۔ تو ان کی نیابت اور نمائندگی کا انتظام کسی صورت میں نہیں ہو سکتا۔ اور اچھوت رائے و ہندوگان کی غربت و افلاس اور جہالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے

ہندو ممبری ان کی جہالت سستوں پر متصرف ہو جایا کریں گے۔ پس سماؤں کی خاطر نہیں۔ تو کم از کم اچھوتوں سے زبانی ہمدردی کے دعویٰ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہی ہندوؤں کا اخلاقی فرض ہے۔ کہ جڈاگانہ نیابت کی حالت کریں۔

اس کے علاوہ حکومت کو بھی یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے کہ سیاسی فوائد کے حصول کے لئے اور عوامی فائدے کے نام ملکی معاملات میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کے لئے ہندوؤں میں بے شک ایک ایسی پارٹی پیدا ہو چکی ہے۔ جو اچھوتوں کو ہندو قوم کا جزو کہتی ہے۔ مگر یہ سب دھوکا ہے۔ مخالفت ہے۔ غریب ہے۔ حقیقت اور امر واقعہ یہ ہے۔ کہ اچھوت بالکل علیحدہ ہیں۔ وہ ایک جڈاگانہ قوم ہے۔ اور اس کے ثبوت میں کسی تاریخی حوالہ کی ضرورت نہیں۔ اچھوتوں کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ ایک جڈاگانہ قوم ہیں۔ اور ہندوؤں سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ اچھوت کانفرنس دہلی میں تقریر کرتے ہوئے صدر کانفرنس نے صاف الفاظ میں کہا۔

"ہم سیاسی برائمنوں سے کہتے ہیں۔ کہ ہم کسی جماعت میں شریک ہونا نہیں چاہتے۔ ہماری خود ایک جماعت ہے۔" (الامان ۳ مارچ)

اس لئے ان کی علیحدہ ہستی تسلیم کیا جانا ہی قرین انصاف و ہمدردی ہے۔ اور گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ وہ اس کے لئے ان کی ہر ممکن مدد کرے۔ ہندوؤں سے ان کو کوئی امید نہیں۔ اور وہ جانتے ہیں۔ کہ ان سے وہ کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اسی تقریر میں کہا گیا ہے۔

"انگریزوں کو نکلانے کے لئے ہمیں سیاسی برائمنوں کی خوشی سے امداد نہیں کرنی چاہیے۔ تاکہ ہم پھر ایک مرتبہ ان کے جوتوں کے تلے آجائیں۔"

پس ہندوؤں سے سولے ذلت آمیز سلوک کے ان کو کسی بہتری کی امید نہیں۔ اس لئے حکومت کو چاہیے۔ کہ بطور ایک علیحدہ جماعت کے ان کے حقوق کی حفاظت کا انتظام کرے۔

سویشی کا حلف

سویشی کپڑوں کو رواج دینے والے حسب ذیل الفاظ میں لوگوں سے حلف لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

"میں پرمانہ کو حاضر ناظر جان کر اپنے ہم وطنوں کے روبرو اس بات کا عہد کرتا ہوں۔ کہ جب تک سواراج حاصل نہ ہو جائے۔ میں انگریزی کپڑے استعمال نہیں کروں گا۔ اور میں صرف سویشی کپڑے (تیج ۳ مارچ) ڈنگا"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو لوگ اس قسم کے حلف لے رہے ہیں۔ انہیں اس بات پر اعتراض کرنے کا قطعاً حق نہیں ہو سکتا اگر مسلمان اپنی عزت اور انفلاس کو دور کرنے ذلت و ادبار کی زندگی سے نکلنے اور اپنی تجارت کو ترقی دینے کے لئے صرف اتنی کوشش کریں کہ وہ اشتیاء جو ہندوؤں سے نہیں خریدتے۔ ہندوؤں سے وہ بھی نہ خریدیں۔ مگر اس تحریک کے خلاف ہندو جس قدر زور لگا رہے اور اسے ملک کے امن کے لئے خطرناک بنا رہے ہیں۔ وہ ظاہر ہے۔ کاش ہندو صاحبان جہاں اپنی ترقی اور خوشحالی کے لئے سب کچھ کر رہے ہیں۔ وہاں مسلمانوں کو فقوڑا بہت ہی کرنے دیا جائے۔

کثرت ازواج کی حکمت کا اعتراف

یورپ میں عورتوں کی کثرت اور مردوں کی کمی نے لوگوں کی توجہ اس طرف مبذول کر رکھی ہے۔ کہ ایک مرد کی ایک بیوی کے قانون میں مناسب اور ضروری اصلاح ہوتی چاہیے۔ تاکہ جہاں ایسی عورتوں کی شادیاں ہو سکیں۔ جو ساری عمر مردوں کی کمی کی وجہ سے باقاعدہ شادی سے محروم رہتی ہیں۔ وہاں اولاد کی پیدائش میں عوز بردار جو کمی پیدا ہو رہی ہے۔ اس کا بھی ازالہ ہو سکے۔ چنانچہ ایک مشہور مضمون نگار جارج برنارڈ شاٹانے شادی کی اصلاح کے عنوان سے ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ جس میں لکھتے ہیں :-

”بیویوں کی تعداد کا تعین کوئی مذہبی مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق مرد عورتوں کے تناسب آبادی سے ہے۔ اگر ایک روائی میں اس ملک کے پتہ مرد کام آجائیں۔ تو ہمیں مسلمانوں کے چار نکاح کے اصول پر عامل ہونا پڑے گا۔ تاکہ آبادی پوری ہو عورتوں کو جنگ میں شریک نہیں ہونے دیا جاتا۔ اس کا سبب یہ نہیں ہے۔ کہ مرد عورتوں کے حق میں کچھ فراخ دلی یا فیاضی سے کام لینا چاہتے ہیں۔ عورتوں کی جان کی زیادہ قدر کرنے کا سبب یہی ہے۔ کہ ریسا کرنا لازمی و لا ابدی ہے۔ کیونکہ اگر کثیر تعداد میں عورتیں ہلاک ہو جائیں۔ یا جسمانی طور پر بیکار ہو جائیں۔ تو خواہ قانون شادی میں کوئی بھی ترمیم کی جائے۔ ملک کی تباہی نہیں رک سکتی۔ کیونکہ عورت زیادہ خاندانوں کے ساتھ کم اولاد پیدا کر سکتی ہے۔ مگر آدمی زیادہ بیویوں کے ساتھ زیادہ اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ پس واحد شادی کی قدرتی بنیاد یہ نہیں ہے۔ کہ کثرت ازواج میں کوئی قدرتی نقص ہے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ عورتوں مردوں کی تعداد مساوی ہے۔“

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ وہ یورپ جو اسلام کے مسئلہ کثرت ازواج پر اعتراضات کیا کرتا تھا اور خود اس کی حکمت اور ضرورت کا کھلے طور پر اعتراف کر رہا ہے۔

فائل مضمون لگانے اپنے مضمون میں ہمارے ہندو بھائیوں کے اس لایینی اعتراض کا بھی جواب دے دیا ہے۔ کہ اگر مرد کو ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت ہے۔ تو عورتوں کو کیوں زیادہ خاندان رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

زمیندار اور تبلیغ اسلام

ہم نے ۱۳ مارچ کے ”افضل“ میں بغیر کسی کا نام لئے ایسے لوگوں کا ذکر کیا تھا۔ جو تبلیغین کر رہے ہیں۔ کہ جب تک ہندوؤں سے مل کر سورا جیہ حاصل نہ کر لیا جائے۔ اس وقت تک تبلیغ اسلام کا ہندوستان میں ذکر تک نہیں کرنا چاہیے۔ اور اس کے مقابلہ میں ہندوؤں کی تبلیغی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے مثال کے طور پر بتایا تھا۔ کہ انجن تعلقہ داران اودھ کے سابق صدر آل انڈیا شدھی سبھا کے پریزیڈنٹ منتخب ہوئے ہیں۔۔

ان سطور کو زمیندار نے اپنے متعلق خیال کر کے ۱۶ مارچ کے اخبار کے ”ذکات“ میں اپنی تہذیب و شرافت کی باری باری ہمارے خلاف صرف کر دی ہے۔ اس کے متعلق تو ہم صرف عطاے تو بقائے تو پر ہی عمل کرتے ہیں۔ البتہ اس دعویٰ کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ

”رقار میں کرام کو تبادینا چاہتے ہیں۔ کہ جس مذہب کی تبلیغ کا دروازہ ہندو میں بند ہوا ہے۔ وہ دین مصطفائی نہیں بلکہ دین مرزائی ہے۔“

اس دعوے کی صداقت کو پرکھنے کے لئے ہم وہ بیان پیش کرتے ہیں۔ جو ”سکھ تبلیغ کانفرنس“ کے ”نگ میں بھنگ“ کے عنوان سے ۱۰ مارچ کے ”انقلاب“ میں شائع ہوا ہے۔ اور جس میں لکھا ہے

”مولانا (ظفر علی) صاحب نے کھلے لفظوں میں تبلیغ اسلام کے روکنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ پہلے دن جب سبکدستی کی میلنگ ہوئی۔ تو آپ بھی اس کمیٹی میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ پیشتر اس کے کہ آپ کچھ تقریر کریں۔ میری چند باتیں سن لیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تبلیغ اسلام بڑا مشکل کام ہے۔ اس مقصد کو بہت سی انجمنیں لے کر اٹھیں۔ مگر پھر نا کام بیٹھ گئیں۔ دراصل مسلمانوں میں تبلیغ کی آہ ہندوؤں کی شدھی کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ ادھر کچھ قادیانی اٹھے۔ دوسری طرف وہابی۔ جنفی وغیرہ تھے۔ مگر آخر سب بیٹھ گئے۔ فرض کیجئے۔ آپ لوگ صلح سکھ میں تبلیغ کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو لاکھوں روپیہ جمع کرنا ہوگا۔ اور پھر جب اس قدر سرمایہ جمع ہو جائے۔ تو اس کے بعد ایک مدرسہ کھول دیا جائے جس میں

پڑھنے واسے ایسے آدمی ہوں۔ جو اپنی زندگیاں وقفہ کرنا پھر وہ سب مذاہب کے علوم کما حقہ حاصل کریں۔ تو جب جا کر تبلیغ کر سکتے ہیں۔ ورنہ نہیں۔ آپ کی تبلیغی کانفرنسوں سے ہے اس وقت کوئی فائدہ نہیں دیا۔ اس وقت تو ملک کی خدمت کی ضرورت اور بڑی ضرورت ہے۔ کہ ہم ہندوؤں سے اتحاد کریں۔ ورنہ تبلیغ میں تو ان کے مذہب کے متعلق اگر کچھ کہیں گے۔ تو وہ فرد رنجیدہ ہوں گے۔ جس سے ملکی مفاد کو نقصان پہنچے گا۔

الغرض مولانا کی ساری تقریر کا لب و لہجہ یہ تھا کہ تبلیغ تو ہونی مشکل ہے۔ ایسی کانفرنسیں مفول ہیں۔ چونکہ آپ صدر مقرر ہو چکے تھے۔ اس لئے سب مشورہ کرتے رہے۔ کہ اگر ان کو صدارت سے الگ کر دیا جائے۔ تو یہ جہاں کی عزت کے نامناسب ہے۔

رات کو آپ کی صدارت میں جب کانفرنس کی کارروائی شروع ہوئی۔ تو کسی سندھی یا پنجابی مولوی کو آپ نے دس منٹ بھی بولنے کی اجازت نہ دی۔ بلکہ جو ہندوؤں کے متعلق یا تجارت میں قانون کو ترقی کرنے کے متعلق ذکر کرنے لگتا۔ اُسے فوراً روک دیتے

کہ ہندوؤں کے متعلق ذکر کرنے کی اجازت نہیں سب مقررین جو پنجاب و دیگر علاقہ سندھ و دہلی سے تبلیغی تقریروں کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ان کو بولنے کی اجازت نہ دی گئی۔ اور سامعین کو اسلامی تقریریں سننے سے مستفیض نہ ہونے دیا۔ خدا خدا کر کے آپ کی صدارت کے دو دن گزر گئے۔ جن میں آپ نے سب مقررین کا وقت غصب کر کے سائیں کمیشن کے سقاطعہ کا سبق دیتے میں صرف کیا۔“

الفاظ بالکل صاف اور واضح ہیں۔ اور ان سے ظاہر ہے۔ کہ زمیندار نے جو دعوے کیا۔ اس میں کچھ بھی صداقت نہیں ہے۔

سنگھٹن اور قومیت

ہندو کمار سبھا دہلی کے سالانہ جلسہ پر تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر موہنجے نے ہندوؤں کو جو انوں کو مخاطب کر کے کہا۔ ”اسے وقت کا قیمتی حصہ سنگھٹن میں خرچ کرو۔ ہندو سنگھٹن کے بعد قومیت کا سوال آئے گا۔“

(سیچ ۲۴ مارچ)
ہندو لیڈروں کا ایک جلسوں میں سورا جیہ کے حصول کیلئے قومیت پر زور دینا اور اس کی خاطر تمام فرقہ دارانہ تحریکوں کو بند کرنے کی تلقین کرنا اور خالص ہندو جلسوں میں سنگھٹن کو قومیت پر ترجیح دینے کی نصیحت کرنا ایک معنی خیز امر ہے کاش مسلمان اس پر غور کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ

رمضان کا آخری ہفتہ

حضرت خلیفۃ المسیح تاجی ایدہ اللہ عنہ منظرہ الغریب

فرمودہ ۱۹۲۸ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

یہ ہفتہ جو شروع ہونے والی ہے۔ یعنی کل سے شروع ہوگا۔ یہ رمضان کا آخری ہفتہ ہے۔ اور اس کے بعد دن کو پھر وہی کھانا پینا ہوگا۔ اور انسان ہوگا۔ وہی تن آسانیاں ہونگی۔ اور انسان ہوگا۔ وہی غفلتیں ہونگی۔ اور انسان ہوگا۔ سوائے ان کے جن کے اندر رمضان کوئی تبدیلی پیدا کر گیا۔ اور خدا کے قرب کا احساس ان کے دلوں میں چھوڑ گیا۔

لیکن یاد رکھنا چاہیے۔ یہ احساس بھی دعا کے ساتھ ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ دعائیں ہی ایک ایسی چیز ہیں۔ جو انسان کو کائنات کی طرف لے جانے والی ہوتی ہیں۔ جس کثرت کے ساتھ اس پر دعاؤں کا موقع ملتا ہے۔ دوسرے مہینوں میں نہیں ملتا۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ خصوصیت کے ساتھ اس ماہ میں دعائیں کریں۔ اور

قرآن کریم کی تلاوت

بھی ضرور کریں۔ تاکہ رمضان کی برکات سے پورا حصہ لے سکیں۔ قرآن کریم کا نزل رمضان میں شروع ہوا۔ اور سال بھر میں جتنا قرآن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوتا تھا۔ وہ رمضان میں دوبارہ نازل کیا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ آپ نے اپنی وفات کا اندازہ بھی اسی امر سے لگایا۔ کہ ہر رمضان میں قرآن دو دفعہ نازل ہوتا تھا۔ اور اب کے صورت ایک ہی دفعہ ہوا ہے۔ تو رمضان کے مہینے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذہن

میں قرآن کو تازہ کرنے کے لئے جبرئیل دوبارہ نازل ہوتا تھا۔ اس سے یہ سنت بھی معلوم ہوتی ہے۔ کہ

قرآن کی حقیقی تلاوت

یہی ہے۔ کہ ایک ماہ میں ایک دور کیا جائے۔ یہ گو یا قرآن کریم کی طبعی تلاوت ہے۔ اسی لئے اس کے تیس پارہ ہیں۔ اس کے یہ معنی تو نہیں کہ اس سے کم ہمیشہ قرآن نہیں پڑھنا چاہیے۔ بسا اوقات ایک انسان کو ضرورت ہوتی ہے۔ کہ وہ اس سے زیادہ پڑھے۔ اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ کئی گھنٹوں میں ایک پارہ ختم کر سکتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ان کے دنیاوی کاموں کو مد نظر رکھتے ہوئے سخت مشکل ہوتا ہے۔ کہ وہ روزانہ پارہ ختم کر سکیں۔ بعض آدمیوں کو مینے دیکھا ہے۔ کہ وہ گھنٹہ تک پڑھنے کے بعد اگر ان سے پوچھا جائے۔ کہ کتنا پڑھا ہے۔ تو صرف دو تین رکوع بتائینگے۔ وہ اگر سپارہ ختم کریں۔ تو ان کے دوسرے کام کاج میں ہرج ہوگا۔ میری اپنی یہ حالت ہے۔ کہ اگر تیزی کے ساتھ پڑھوں بارہ منٹ میں ایک سپارہ ختم کر دیتا ہوں۔ اور عام رفتار کے ساتھ بھی ۲۰-۲۲ منٹ میں ختم کر سکتا ہوں۔ غرض

مختلف حالتیں

ہوتی ہیں۔ بعض لوگ بار بار قرآن کریم کو پڑھنے کی وجہ سے جلدی جلدی پڑھ سکتے ہیں۔ یا جن کو عربی زبان میں مہارت ہوتی ہے۔ یا حافظ ہوتے ہیں۔ وہ آسانی اور تیزی کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں۔ ایسے لوگ اگر زیادہ پڑھیں۔ تو اچھی بات ہے۔ مگر جبرائیل کا اتنا اسی حکمت سے تھا۔ کہ امت کے لئے تلاوت کا یہی اندازہ ہے۔ کہ

ایک سپارہ روز

قرآن کریم کی تلاوت کی جائے۔ دعائیں بھی خصوصیت سے ان دنوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ پھر سنت سے صدقہ و خیرات بھی ان دنوں میں کثرت سے کرنا ثابت ہے۔ صحابہ کہتے ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویسے تو ہمیشہ ہی سخاوت کرتے تھے۔ مگر رمضان کے دنوں میں کثرت اور خصوصیت سے کرتے تھے قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کم از کم اتنی سخاوت ضرور چاہیے۔ کہ ایک آدمی کے کھانے کا ماہوار خرچ ہو جائے۔ اور جسے اس کی توفیق نہ ہو۔ اس کے لئے تسبیح۔ تحمید اور تکبیر کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

ذکر الہی

کو بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقات کا قائم مقام ٹھہرایا۔ ایک مرتبہ غزبا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ بے انصافی ہے۔ کہ امر اصدقہ کر کے ہم سے بڑھ جاتے ہیں۔ نازو بھی پڑھتے ہیں۔ ہم بھی پڑھتے ہیں۔ روزے دہ بھی رکھتے ہیں۔ ہم بھی رکھتے ہیں۔

جہاد ہم بھی کرتے ہیں۔ وہ بھی کرتے ہیں۔ مگر یہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور اس طرح زیادہ ثواب حاصل کر لیتے ہیں۔ ہمارے پاس نہیں۔ کہ ہم اس پہلو سے بھی ان کی برابری کر سکیں۔ کیونکہ یہ سب کتب

اخلاص کا عجیب نمونہ

پیش کیا ہے۔ آج کل لوگ کہتے ہیں۔ فلاں مالدار ہے۔ اس لئے اس کی زیادہ خاطر کی جاتی ہے۔ اور غریبوں کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔ مگر یہ نہیں سوچتے۔ کہ آخر جو خود لوگوں۔ اچھا سلوک کر لگا۔ اس کے ساتھ بھی اچھا سلوک ہوتا ہے۔ حضرت سبج موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی اعتراض ہوتے تھے۔ کہ کوئی امیر آتا ہے۔ تو اسے اچھے کھانے دے جاتے ہیں۔ اور غریب کو الال رزق ہی ملتی ہے۔ اور اس آپ کے دربار میں بھی امتیاز رکھا جاتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اعتراض کو سن کر فرمایا۔ کہ فرق خدا کے گھر سے ہی قائم کیا گیا ہے۔ ایک شخص جس کو گھر میں خدا تعالیٰ پلاؤ کھانے کے لئے دیتا ہے۔ اسے اگر ہم کھانے کو دیں۔ تو یہ خدا تعالیٰ کی سخت گستاخی ہوگی۔ یہ غیبت باتیں ہیں۔ ہر ایک انسان کو آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کی گارنٹی کرنی چاہیے۔ خدا تعالیٰ کے فرق مٹانے نہیں جاسکتے۔ اس طرح اعتراض ہونے لگیں تو پھر اگر کثیر التفسیر ہو۔ تو اعتراض بھی ہوگا۔ کہ فلاں شخص کا قدم چھٹ ہے۔ اس کو زیبا کپڑا اچلا گیا۔ اور فلاں صرف چارنٹ کا ہے۔ اسے کم ملائے

قدرتی فرق

ہیں۔ ان کو کوئی نہیں مٹا سکتا۔ ایک ذہین طالب علم سبق صلد یاد کر لیتا ہے۔ مگر غبی الذہن دیریں یاد کرتا ہے۔ ایک توی اور توانا شخص نوج میں جلد ترقی کر کے عہد یدار بن جاتا ہے۔ مگر ایک کمزور آدمی ساری عمر سپاہی ہی رہتا ہے۔ تو یہ فرق خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اور دنیا میں ہمیشہ رہیں گے۔ ہاں

دینی امور میں

کوئی امتیاز اور فرق نہیں۔ اگر کوئی امیر دیر سے مسجد میں آئے تو وہ ضرور پیچھے ہی بیٹھیکا۔ اگر وہ کسی غریب کو پیچھے کر کے خود آگے بیٹھے۔ تو ہم ضرور اسے پکڑیں گے۔ یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ کوئی دوست یا عزیز اس کے لئے اپنی جگہ چھوڑ دے۔ یہ ناجائز نہیں۔ مگر وہ زبردستی جگہ آگے حاصل نہیں کر سکتا اسی طرح اور کبھی بیسیوں باتیں ہیں۔ جن میں کوئی فرق نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً

قانونی اور شرعی حقوق

کوئی امتیاز نہیں ہو سکتا۔ غرض اس بات سے معلوم ہو

جیسا کہ دلوں میں کیسا اخلص کفا۔ انہوں نے یہ نہیں کہا۔ یہ کیوں دو لہند ہیں۔ ردیبہ کیوں جمع کرتے ہیں۔ بلکہ یہ شکرہ یا کہ بدین میں ہم سے کیوں آگے بڑھ جاتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم ہر ناز کے بعد گیارہ بارہ مرتبہ

تسبیح اور تحمید

اور بارہ مرتبہ تک تکرار کرو۔ بعض حدیثوں میں ۳۳، ۳۳ دفعہ تسبیح و تحمید اور ۳۴ دفعہ تسبیح بھی آیا ہے۔ اس طرح تم بھی ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ گے۔

آج کل کے کمزور ایمان والے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بہتر سلوک کیوں نہیں کیا جاتا۔ ہمیں مال کیوں نہیں دیا جاتا۔ مگر صیابہ یہ کہتے تھے۔ امیر روپیہ دے کر ہم سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ ہمیں کوئی ایسا طریق بتایا جائے کہ ہم ثواب حاصل کرنے میں ان سے نیچے نہ رہیں۔ جب امیروں کو اس بات کا علم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحمید اور تسبیح کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ تو انہوں نے بھی تسبیح و تحمید شروع کر دی۔ اسپر غرابانے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ امیر بھی آپ کے ارشاد پر عمل کرنے لگ گئے ہیں۔ اب ہم کیا کریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خدا کی نیکی سے کیونکر کسی کو روک سکتا ہوں۔ اگر ان کے مال ان کی دینی ترقی کا موجب ہو رہے ہیں۔ تو میں ان کو کیسے اس سے منع کروں۔

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ذکر الہی کو صدقہ کا قائم مقام ٹھہرایا گیا ہے۔ پس جو غریب لوگ صدقہ نہیں دے سکتے۔ وہ تسبیح و تحمید و تکبیر سے ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اگر کوئی امیر باوجود مالی خیرات کے یہ بھی کرے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے روکا نہیں۔ یہ اس کے لئے مزید ترقی کا موجب

ہوگا۔ مگر آج کل کے امیروں میں ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ پس اپنے اندر حسرتی پیدا کرنے کا یہ بھی ایک ذریعہ ہے کہ امر اصدقہ کریں۔ اور جن کو صدقہ کرنے کی توفیق نہیں۔ وہ تسبیح و تحمید کریں۔ اس کے لئے ضروری نہیں کہ رسم کے طور پر ایک خاص شکل بنائے ہوئے مسجد میں انسان بیٹھا رہے بلکہ وہ خواہ کہیں ہو۔ تسبیح کر سکتا ہے۔ مجلس میں بیٹھا ہوا بھی تسبیح و تحمید و تکبیر کر سکتا ہے۔ اور اس طرح ہر انسان کے لئے اس حکم کے پورا کرنے میں سہولت ہے۔ اور کوئی شخص خواہ کتنا ہی غریب کیوں نہ ہو۔ اس طرح صدقہ دے سکتا ہے۔ اور جو شخص سارا سال ایسا کرے۔ وہ گویا س

صدقہ دیتا رہتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں دعا پر جس قدر ظلم ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اور کسی زمانہ میں نہیں ہوا ہوگا۔ اس زمانہ میں دعا کی حیثیت

ایک لے جان لاشہ

کی سی ہو گئی ہے۔ کچھ لوگ تو ایسے ہیں۔ جنہوں نے اسے بدترین اور لغو شے سمجھ رکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کوئی بچا نہیں۔ کہ ہم اس سے مانگیں گے۔ تو وہ ہمیں دیدیگا۔ اگر رحمت کر دے گا۔ تب ہیگا۔ دوسرے وہ لوگ ہیں۔ جو دعا کو چھو نہ سہیجھتے ہوئے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ہمارا ملک میں بچے۔

آنکھ مجھولی

کھیلنے ہیں۔ ایک بچہ آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ اور باقی بھاگ جاتے ہیں۔ پھر وہ ان کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس دوران میں اگر کوئی بچہ مقررہ مقام پر آکر کھڑے کر دے۔ تو وہ بچ جاتا ہے۔ اور پھر اس کو پکڑ کر اس کی آنکھیں نہیں بند کی جاسکتیں۔ تو بعض لوگوں نے دعا کو ایک ایسی ہی کھیل سمجھ رکھا ہے۔ کہ جب کھو گیا۔ سب کچھ حاصل ہو جائیگا۔ پھر اگر ان کی مراد پوری نہ ہو۔ مثلاً اگر وہ بیٹے کے لئے دعا کر رہے ہوں۔ اور وہ نہ ملے۔ یا مقدمہ میں ان کی فتح نہ ہو۔ تو خدا سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے سمجھ رکھا ہے۔ کہ ہمارے منہ سے ایک دفعہ کسی بات کے کہنے سے خدا پر اس کا اسی طرح کر دینا فرض ہو گیا ہے۔ جس طرح ہم چاہتے ہیں۔ اور اگر اس طرح نہیں ہو سکتا۔ تو پھر ایسے خدا کی عبادت کرنے سے کیا فائدہ۔ اس خیال کی وجہ سے کئی لوگ دہریہ ہو گئے ہیں۔ پہلے خیال کے لوگ بھی اسی خیال کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور اسی بات کا اثر ہے۔ کہ علم طور پر لوگ

بد دعا

سے بہت ڈرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ جب کسی نے بد دعا دی تو وہ فوراً قبول ہو جائے گی۔ اور ہم برباد ہو جائیں گے۔ عورتوں میں تو یہ خیال بہت ہی ترقی پر ہے۔ وہ سمجھتی ہیں۔ جب کسی نے کہا۔ تیرا بچہ مرے۔ تو بس وہ ضرور ہی مر جائے گا۔ وہ اتنا نہیں سوچتیں کہ خدا "اندھیر نگر کی جو پٹ راجہ" نہیں۔ بلکہ وہ بصیرت پر ہے۔ وہ خود ہر بات کو دیکھتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا ظلم ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی منہ سے کہدے۔ کہ یا الہی فلا کے بچے مر جائیں۔ تو خدا مارنا شروع کر دے۔ تو عورتوں نے خصوصاً بد دعا کو ایک کھیل اور تماشہ سمجھ رکھا ہے۔ اور

گو یادہ سمجھتی ہیں۔ کہ خدا کچھ دینے کو اس طرح طیار نہیں ہوتا۔ جیسا لینے کے لئے ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان نے دلوں میں مخفی طور پر یہ احساس ہے۔ کہ خدا تعالیٰ لغو مال اللہ ظالم اور سخت گیر ہے۔ وہ دعا کو اتنا نہیں سنتا۔ جتنا بد دعا کو سنتا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ دعائیں سنتا ہے۔ اور بد دعا کو نہیں سنتا۔ چنانچہ فرمایا۔

رحمتی و بدعت کل دہشی

کہ میری جملہ صفات پر میری رحمت غالب ہے۔ اور جب رحمت غالب ہے۔ تو رحمت تو دعا کو قبول کرنے والی چیز ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ رحمت دہی رہے۔ اور پھر غالب آجائے۔ یہ تو دعا کا غلط مفہوم ہے۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص ساری عمر دعائیں کرتا رہے۔ وہ نیک و متقی بھی ہو۔ احکام شریعت پر چلنے والا بھی ہو۔ مگر وہ مر جائے۔ اور اس کی دعا قبول نہ ہو۔ اور ایک دوسرے شخص کے دل میں پھلتے چلتے ایک خواہش پیدا ہو اور وہ پورے طور پر اس کو الفاظ میں ادا بھی نہ کرنے پائے۔ اور وہ پوری ہو جائے۔ مگر ساری عمر دعا کرنے کے باوجود دعا کے قبول نہ ہونے کے یہ معنی ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کہ دعا ردی جاتی ہے۔ جیسے ایک مریض سینکڑوں طبیوں کے علاج کے باوجود مر جاتا ہے۔ تو اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ علم طب ہی کوئی چیز نہیں۔

ایک دوسرے مریض کو کسی حکیم یا طبیب کا علاج یا مشورہ میسر نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک بڑھیا صرف اتنا کہتی ہے۔ کہ ہمارے ہاں بھی ایک شخص اس مرض میں مبتلا ہوا تھا۔ تو ہم نے اسے فلاں چیز دی تھی۔ اور وہ اچھا ہو گیا۔ اس بڑھیا کو اس مریض اور اپنے مریض کی

طبائع کے اختلاف

کا کچھ علم نہیں۔ بیماریوں کے علائقوں کا کچھ پتہ نہیں۔ دونوں میں بیماری پیدا ہونے کی وجوہات کچھ نہیں۔ صرف اتنا کہہ دیتی ہے کہ ہم نے اپنے مریض کو یہ چیز دی تھی۔ اب اتفاق ایسا ہو جاتا ہے۔ کہ دونوں کی حالت ایک ہی سی ہوتی ہے۔ اور وہ بھی اسی چیز سے شفا یاب ہو جاتا ہے۔ مگر بادشاہ مر جاتے ہیں۔ اور اس سے علم طب کا غیر صحیح ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔

پس بعض

دعاؤں کا قبول نہ ہونا

بتا لہے۔ کہ کوئی اور بھی قانون اور صفات ہیں۔ جو دنیا میں کام کر رہی ہیں۔ جو آیت اس امر کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہے۔ کہ ہر دعا قبول ہونی چاہیے۔ اسی سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہر دعا قبول نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اُجیبُ دعوة الداع اذا دعان۔ لوگ کہتے ہیں۔ اس کے پہلے

نکاح کے معاملہ میں لڑکی کی مرضی

دریافت کرنی ضروری ہے

ہندوستان کے مسلمانوں میں بدقسمتی سے بہت سے ایسے طریق رائج ہو گئے ہیں جو شریعت اسلام کے منشاء کے خلاف ہیں اور ان کی وجہ سے علاوہ قومی تنزل کے آئے دن بہت سی خرابیاں کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ ان خلاف شریعت باتوں میں سے ایک بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں نکاح کے معاملہ میں لڑکی کی مرضی نہیں پوچھی جاتی۔ اور اگر پوچھی بھی جاتی ہے تو محض رسم کے طور پر عین خطبہ نکاح کے وقت پوچھا جاتا ہے۔ جبکہ سارا فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے۔ اور اس وقت بھی ایسے رنگ میں پوچھا جاتا ہے۔ کہ جو عملاً ایک جبر کا رنگ ہوتا ہے۔ یہ طریق شریعت اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف الفاظ میں حکم فرمایا ہے۔ کہ نکاح کے فیصلہ سے قبل لڑکی کی مرضی دریافت کی جائے۔ اور اس کی مرضی حاصل کرنے کے بغیر نکاح کی تجویز پختہ نہ کی جائے۔ اور اگر وہ شرم کی وجہ سے خاموش رہے۔ تو اس کی خاموشی کو رضا مندی کے ہم معنی سمجھ لیا جائے۔

عقلاً بھی یہ سخت قابل اعتراض ہے۔ کہ جس بیماری کو ساری عمر کے لئے ایک شخص کے ساتھ واسطہ پڑنے۔ اس کی مرضی دریافت کرنے کے بغیر اس کا نکاح کر دیا جائے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لڑکی سے پوچھا نہیں جاتا۔ اور والدین خود اپنی مرضی سے اس کا رشتہ محسوس جگہ کر دیتے ہیں۔ جو اسے منظور نہیں ہوتا مگر چونکہ اس سے پوچھا نہیں جاتا۔ وہ شرم کی وجہ سے خاموش رہتی ہے۔ اور اس طرح اس کی ساری عمر تلخی میں گذرتی ہے۔ ہمارے احباب کو چاہیے کہ وہ ایسے سب رسوم و رواجات کو جو شریعت کے خلاف ہوں ترک کر کے اپنے طریق عمل کو شریعت کے مطابق بنائیں۔ کیونکہ اس میں نہ صرف خدا تعالیٰ کی خوشنودی ہے بلکہ خود ان کا اپنا بھی مستقبل میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ کم از کم ہماری جماعت میں کوئی رشتہ ایسا نہیں ہوگا۔ جس میں لڑکی کی مرضی نہ دریافت کی گئی ہو۔ مرضی دریافت کرنے کا آسان طریق یہ ہے۔ کہ لڑکی کی بڑی بہن یا کسی اور ہم عمر رشتہ دار یا کسی سہیلی کی معرفت پوچھ لیا جائے۔ کیونکہ ان کے سامنے لڑکی اتنی شرم محسوس نہیں کرتی جتنی وہ اپنے والد یا والدہ کے سامنے کرتی ہے۔ اور اگر یہ صورت نہ ہو سکتی ہو۔ تو خود والدہ یا والد یا اور کوئی بڑا رشتہ دار دریافت کر سکتا ہے یا لڑکی سے پوچھا جاسکتا ہے۔

مرزا بشیر احمد ناظر تعلیم و تربیت قادیان

خدا کی صفات کے مطابق ہوں

خدا کی صفات کی مثال حیورنی کی ہے۔ اور حیورنی کے ایک ممبر کی رائے پر کبھی فیصلہ نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ تمام ممبروں کی رائے کا خیال رکھا جاتا ہے۔ پس جو دعائیں صفت خدا کے سامنے پیش ہو۔ وہ کبھی رد نہیں کی جاتی۔ یعنی جو دعائیں اس کی تمام صفات کے مطابق ہوں گی۔ اور ان کو آپس میں ٹکرائے دیں گی۔ وہ ضرور قبول کی جائیں گی۔ پس وہ لوگ پاگل ہیں۔ اور نادان ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ دعائیں قبول نہیں ہوتی۔ دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ مگر دعا ایسی ہونی چاہیے۔ جو خدا کے

شایان شان

اور اس کی صفات کے مطابق ہو۔ بعض عورتیں میرے پاس آتی ہیں۔ کہ فلاں نے میرے بچے کو بدعادی ہے۔ اب کیسا ہوگا۔ میں کہتا ہوں۔ یہ بدعاکس کے سامنے پیش ہوگی شیطان کے پیش تو نہیں ہوگی۔ خدا تعالیٰ کے ہی پیش ہوگی۔ اور وہ یقیناً اس کو رد کر دیگا۔ پس ان ایام میں دعاؤں پر خاص زور

دینا چاہیے۔ اور ان دنوں سے خاص فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنا چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کبریا عاؤں سے خاص تعلق ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے۔ کہ میں نے اس کے بابوں سے اس طرح پانی ٹپکتا دیکھا ہے۔ جیسے کوئی حمام سے غسل کر کے نکلے۔ اس میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ کہ وہ دعاؤں میں سخت مجاہدہ کرنے والا ہوگا۔

درس قرآن شریف کے متعلق اعلان

اخبار الفضل ۷ از فروری میں درس قرآن کریم کے عنوان سے اعلان کیا گیا تھا۔ کہ احباب اپنی رائے سے اطلاع دیں۔ کہ جولائی اگست یا ستمبر کے مہینوں میں سے کس ماہ میں ان کی سہولیت کے لحاظ سے درس ہونا چاہتا ہے۔ اس اعلان کے جواب میں جو اطلاعات اس وقت تک پہنچی ہیں۔ ان کی بنا پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ بنصرہ العزیز نے فیصلہ فرمایا ہے۔ کہ حضور بجائے جولائی کے ستمبر ۱۹۲۶ء میں درس دیں گے۔ تمام احباب مطلع رہیں۔ والسلام

فاکساریوسف علی پرائیویٹ سیکرٹری

معنی ہیں۔ کہ جب کوئی بندہ خدا تعالیٰ کو پکارتا ہے۔ تو وہ اس کی دعا قبول کرتا ہے۔ مگر اسی پر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ ہر دعا قبول نہیں ہوتی۔ ایک شخص دعا کرتا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہو جائے۔ مگر دعا کرتے وقت اس کے ذہن میں وہ خدا نہیں ہوتا۔ جو کئی صفات کا مالک ہے۔ بلکہ اس کے سامنے ایک دوسرا خدا ہوتا ہے جو اس کا

ذمہنی خدا

ہوتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے۔ خدا ایک وجود ہے۔ اور اس کا یہی کام ہے۔ کہ میری مراد پوری کرے۔ وہ اس کو مختلف صفات کا خدا نہیں سمجھتا۔ بلکہ ایک خاص ذہنیت اس کے متعلق رکھتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی بعض صفات ہی چاہتی ہیں۔ کہ اس کی دعا رد کر دی جائے۔ خدا تعالیٰ کی صفات غنی جبار۔ تبار۔ رحمن سب ہی ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ ایک شخص کی دعا کو قبول کرے۔ تو یہ اس کی دوسری صفات کے خلاف ہوتی ہے۔ ایک بڑھیا عورت ہے اس کا اکلوتا لڑکا قید ہو جاتا ہے۔ وہ اس کی آزادی کے لئے دعا کرتی ہے۔ اب خدا بے شک آزاد کرنے والا

ہے۔ مگر وہ اس بڑھیا کا ہی تو خدا نہیں۔ وہ سب کا خدا ہے اور وہ جانتا ہے۔ کہ اس کو آزاد کرنے سے سینکڑوں انسان قید ہوں گے۔ اس لئے وہ اس کی دعا کو رد کرتا ہے۔ تو خدا نے فرمایا۔ میں جو اصلی خدا ہوں۔ اور تمام صفات کا مالک ہوں۔ تنہا رازہینی خدا نہیں ہوں۔ اگر تمہاری دعا میری صفات کے مطابق ہوگی۔ تو وہ

ضرور قبول ہوگی

اور جب کوئی انسان قرآن کے پیش کردہ خدا کو پکارتا ہے تو اس کی پکار ضرور سنی جاتی ہے۔ خدا رحمان۔ رحیم۔ تبار۔ شدید العقاب سب صفات اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور دعا جب ان صفات والے خدا سے مانگی جائے۔ تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ لفظ فی میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ سب صفات والا خدا ہے۔ اگر وہ ایک شخص کو چھوڑتا ہے تو دوسرے کہتے ہیں۔ ہم مارے جائیں گے۔ اس صورت میں اس کی صفت تبار ہی غالب آئیگی۔ اس لئے وہ اس کو نہیں چھوڑتا۔ تو خدا نے یہ کہیں نہیں کہا۔ کہ میری ایک ہی صفت سے مانگو۔ اگر وہ ہتھکڑیاں دعا رحمن تو شاید بہت ہی کم دعائیں رد کی جائیں۔ مگر اس آیت میں کوئی استثنا نہیں۔ لفظ فی ہے۔ جس میں اس کی تمام صفات کا ذکر ہے۔ پس جو دعائیں قبول نہیں ہوتی۔ سمجھ لو۔ کہ وہ

آہ پدر

۱۴ فروری ۱۹۲۸ء کا وہ منحوس دن مجھے نہ بھولے گا۔ جبکہ میرے پیارے والد شیخ مولابخش صاحب نے ہم سب کو غمزدہ و حزن چھوڑ کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ ماں باپ کی مفارقت کا صدمہ کچھ وہی دل جانتے ہیں جنہیں یہ داغ لگ چکا ہو۔ اور اس مصیبت سے وہی بد نصیب آشنا ہیں۔ جو اس کے نیچے دب رہے ہوں۔ آہ دنیا میں انسان کو کونسی نعمت نہیں ملتی۔ کونسی خوشی میسر نہیں ہوتی۔ وہ کس بات سے محروم رہتا ہے اس کو اپنی حالت کے مطابق سب نعمتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ سب مستر میں مل جاتی ہیں۔ گرانسوس صدانسوس اسے ماں باپ کی بے انتہا شفقت اور محبت میسر نہیں ہوتی۔ یہ ایک نعمت اور مسرت ہے جو گئی ہوئی واپس نہیں ملتی۔ انسان اس کے لئے روتا اور بلکتا ہے۔ مگر وہ بارہ اس نعمت کو نہیں پاسکتا۔ اسے کاش اگر رونے پینے سے یہ نعمت مل جایا کرتی۔ تو میں ساہا سال روتی۔

عربی اگر بگریہ میسر شود وصال
صد سالے تو ان بہ تمنّا گریستن

یوں تو ماں باپ خواہ کیسے ہی ہوں۔ ان کی وفات کا رنج ایک طبعی اور لازمی ہے۔ مگر وہ ماں باپ جو اپنی اولاد کی تمام خوشیوں اور ساری راحتوں کے سرچشمہ ہوں۔ جو اپنی اولاد کی ذرہ سی تکلیف کو اپنے لئے موت اور اس کی ذرا سی خوشی کو اپنے لئے زندگی کا جام سمجھتے ہوں۔ جو اپنی اولاد کے ہر دکھ اور ہر درد کی دوا ہوں۔ ایسے ماں باپ کی وفات کا صدمہ جتنا ہو سکتا ہے۔ اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ بالخصوص جبکہ ان میں سے ایک ہی زندہ ہو اور وہ بھی انتقال کر جائے۔ ہمارے والد ماجد کو خدا کر دہ جنت بعید کرے۔ خدا تعالیٰ نے جہاں ان کو دین دنیا کی خوبیوں سے آراستہ کیا تھا۔ وہاں اپنی اولاد کی بھی بڑا شفیق باپ بنایا تھا۔ بیشک والدین کو اپنی اولاد سے محبت قدرتی امر ہے۔ مگر ہمارے والد مرحوم کو اپنی اولاد سے محبت نہیں عشق تھا۔ ہماری والدہ ہمارے بچپن میں ہی انتقال کر گئی تھیں۔ ہمارے والد مرحوم نے جس محنت و دل سوزی سے ہم پرورش کیا۔ اور جس محبت و شفقت سے انہوں نے ماں کی کمی کو پورا کیا۔ اس کی نظیر مشکل سے ملے گی۔ بعض لوگ دوسری شادی کے بعد اولاد کو کم دیش بھول جاتے ہیں۔ مگر انہوں نے اپنی شہادت سے بھرپور فرق نہ آنے دیا۔ کئی لوگ لڑکیوں سے لڑکوں

کرتے ہیں۔ مگر میرے پیارے والد ماجد کا خدا انہیں جنت میں جگہ لڑکوں سے بڑھ کر لڑکیوں سے سلوک تھا۔ یہ فرمایا کرتے۔ یہ پہلو کمزور ہوتا ہے۔ اس کا زیادہ خیال ہونا چاہیے۔ وہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ لڑکوں کی نسبت لڑکیاں والدین کی زیادہ فرماں بردار اور غم گسار ہوتی ہیں۔ ہمارے بھائیوں کی عدم موجودگی میں وہ ہماری خدمات سے بے حد خوش ہوتے۔ اور خدا کا بار بار شکر یاد کیا کرتے تھے۔ غرض وہ لڑکیوں کو رحمت نہیں بلکہ رحمت الہی سمجھتے تھے۔ اس لئے وہ ہمارے جذبات و احساسات کا ہمارے بھائیوں کے جذبات و احساسات سے بڑھ کر احترام کرتے تھے۔ باوجودیکہ ہم سب نے اپنے بھائیوں سے عمر میں بہت چھوٹی ہیں علم و فضل میں بھی وہ ہم سے بڑھ کر ہیں۔ مگر اکثر دیکھا گیا۔ کہ ہمارے والد اکثر معاملات میں ہماری راؤں کو ہمارے بھائیوں کی راؤں پر ترجیح دیتے۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ ہمارے بھائیوں کو شکایت پیدا ہو جاتی کہ آپ انکی راؤں کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ غرض عام لوگ تو لڑکوں کو لڑکیوں پر فوقیت دیتے ہیں۔ مگر انہوں نے اپنے طریق عمل سے لڑکیوں کو لڑکوں پر فوقیت دے رکھی تھی۔ انسوس صدانسوس کہ ایسے شفیق باپ کا سایہ آنا فانا سر سے اٹھ گیا۔ کون نہیں جانتا۔ کہ والدین کا سایہ ہمیشہ کے واسطے ضروری ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے لئے بالخصوص ہم سب بہنوں کے واسطے ان کا وجود ایسا ضروری تھا۔ جیسا شیر خوار بچوں کیلئے ماں کا وجود ضروری ہوتا ہے۔ مگر موت کو اپنے کام سے واسطہ نہ لگانے سے

دیر یا کو اپنی موج کی طغیانوں سے کام کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں ہے میرا دل غم سے پھینٹنے لگتا ہے۔ جب مجھے یہ خیال آتا ہے کہ میرے چھوٹے بہن بھائی جن کی عمر بھی علی الترتیب ڈیڑھ اور تین اور پانچ سال کی ہے۔ ان کا ایسے شفیق باپ سے لطف اٹھانا تو درکنار واقف تک نہ ہونے پائے تھے۔ کہ قدرت نے ان سے محروم کر دیا۔ آہ میرے پیارے والد آپ کو تو ہماری ایک منٹ کی جدائی بھی شاق تھی۔ آہ اب آپ کو گئے ہونے کئی روز ہو گئے ہیں۔ آنا تو درکنار آپ نے وہاں پہنچنے کی اطلاع بھی نہ دی شکوہ ہے رنگ گان مقام بعید کا ایسے گئے کہ خط بھی نہ بھیجا رسید کا آہ میں حیران ہوں۔ میرے والدین کا اتنی وہ ایسی جگہ ہے۔ جہاں جا کر سب عزیزوں کی محبتیں اور پیاروں کے پیار ایک دم فراموش ہو جاتے ہیں۔ وہ عزیز بد نصیب ہر کس ان کی جدائی میں روتے ہیں۔ ہلکانے ہیں۔ اور ان کی صورت کو دیکھتے ہیں مگر ان کو ان کا دیدار ہوتا تو درکنار ان کے قیام اور مقام کتنے چاہتے ہیں۔ لگتا۔ نہ خط آتا ہے کوئی نہ خبر معلوم ہوتی ہے۔ گئے دنیا سے جو یارب وہ کس کس کی طرف ہیں

اچھا میرے پیارے غم گسار والد مرحوم تم جہاں رہو خوش رہو۔ تم ہمارے لئے شمع کی طرح گلہیں گئے۔ لیکن ہم نہ اس کا عوض دے سکے اور نہ اب دے سکتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ یہ دعا کرتے رہیں۔ کہ خدا تعالیٰ آپ کی قبر کو نور سے معمور کرے۔ اللہ تعالیٰ اگلے جہان کی تمام نعمتوں سے سرفراز کرے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے۔ موت نے گو آپ کو ہم سے الگ کر دیا۔ مگر موت آپ کی بے شمار شفقتیں اور لاتعداد عنایتیں جو آپ نے ہم پر کیں۔ ان کی یاد ہمارے سینہ و دل سے علیحدہ نہیں کر سکتی۔ دلفگار بخان از لاہور

انوار حسنہ

انبیائے کرام اور ان کے خلفاء و جانشین مشعل ہدایت اور نور حقیقی بن کر دنیا کی اصلاح و راہ نمائی کے لئے مبعوث ہو کر آئے ہیں۔ وہ جہاں اصلاح خلق کے لئے خدائے پاک کی طرف سے ایک صحیح قانون لاتے ہیں۔ وہاں کمزور بندگان خدا کے لئے خود اس قانون کی سچی تشریح اپنے عملی نمونہ سے پیش کرتے ہیں۔ جو کہ مومنوں کے لئے ترغیب و تخریب کا موجب اور ترقی کا ذریعہ بنتی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذاتِ عالیہ صفات بھی اسی منہاج پر ہمارے لئے ہمیشہ ایک نمونہ اور اسوہ پیش کیا کرتی ہے جس کی تازہ مثال دوستوں کیلئے پیش کی جاتی آج کل ریزر و فنڈ کے وعدوں کے متعلق یاد دہانی کا سلسلہ جاری ہے جو دفتر کی کاروبار کی کثرت اور کارکنوں کی قلت کی وجہ سے دو اڑھائی ماہ سے معزز التوا میں پٹا کھا۔ حضور کے خاندان اور معزز خواتین کی خدمت میں بھی منغای دیر و نجا کے احباب کی طرح یاد دہانی کرائی گئی۔ سب سے پہلے جن یاد دہانیوں کا عملی جواب دفتر کو ملا وہ اسی خاندان کے محترم ممبر ہیں جنہوں نے اپنے عملی نمونہ سے جہاں کارکنوں کی حوصلہ افزائی فرمائی وہاں تمام وعدہ کنندگان ریزر و فنڈ کے لئے ایک قابل تقلید مثال اور قابل عمل اسوہ قائم فرمایا۔ جزا ہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء احباب کرام اور معزز وعدہ کنندگان۔ آپ کی خدمت میں التماس ہے کہ اس اسوہ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے آپ بھی جیسا ایثار و ہمدردی کے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے سامان ہمایا کریں۔ وہاں کارکنان سلسلہ کی درخواستوں پر توجہ فرما کر حوصلہ افزائی فرمائیں۔ ناظر بیت المال قادیان

سیکرٹری صاحبان تبلیغ و دعوت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہہ کر قبول کیا۔ لیکن کتنا افسوس کا مقام ہے کہ اس قوم کا پرہیزگار
قدر کم ہو رہا ہے اس کی آواز کو غیر تو ہے درکنار اپنیوں تک پہنچنے کے
وسائل بھی نہ ہوں۔

میرے عزیز دوستو! یہ کون نہیں جانتا کہ موجودہ کشمکش اور دوڑ
میں وہی قوم آگے نکل کر کامیاب ہو سکتی ہے جس کا پرہیزگاری
ہو۔ جس کی آواز بلند ہو۔ جو دوز تک وسیع طور پر پہنچ سکے۔ کیونکہ پھر
پریس کی طاقت کے آج کوئی ذریعہ تبلیغ و اظہار حق اور الباطل باطل
کا دنیا میں نہیں ہے۔ پس آپ اگر ذرا سی توجہ فرمائیں۔ تو آپ کا پرہیزگاری
مضبوط اور طاقتور ہو سکتا ہے۔ آپ نے بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں۔
آپ نے خدا کی راہ میں ہمت سے بڑھ کر قدم اٹھایا ہے۔ ہر توجہ کثیر درت ہے
پس کسی لمبی چوڑی تمہید اور طول طویل مضامین لکھ لکھ کر آپ کو توجہ دلانے
کی ضرورت نہیں۔ آپ میں سے ہر احمدی اپنے فرائض کو خوب سمجھتا ہے
مجھے بتانے کی حاجت نہیں۔ البتہ میں یاد دلانے کیلئے یہ درخواست
آپ کے پاس ارسال کر رہا ہوں۔ جو محض اتنی ہے کہ آپ فاروق کو
اپریل ۱۹۲۸ء تک دوبارہ جاری ہونے کے قابل بنادیں۔

اس کیلئے میں آسان تجویز پیش کرتا ہوں کہ فاروق صرف پانچ سو
ہو جائے پھر خدا کے فضل سے چل سکتا ہے۔ جو مہینہ میں چار بار ۱۲ صفحہ پر شائع
ہوگا۔ اس کا سالانہ چندہ عام خریداروں کے چار روپیہ اور خاص خریداروں کے پانچ روپیہ
اور سرپرستان سے دس روپیہ سالانہ ہوگا۔ اگر کچھ انجمنہائے احمدیہ کے سیکرٹری
صاحبان تبلیغ اپنی اپنی انجمن کے لئے ایک ایک پرچہ پانچ روپیہ سالانہ قیمت دیکر خریدیں
تو کم از کم تین سو روپیہ تو انجمنوں کے نام جاری ہو سکتے ہیں۔ اور یہ چندہ انجمن کے
مشترکہ مقامی فنڈ کے لئے دیا جائے۔ تاکہ کسی پر بار نہ رہے۔ اس کے علاوہ اگر چاہیں
خریدار سرپرست بنگلہ صاحب دس دس روپیہ سالانہ عطا کریں یا تو اپنی خریدار چار
چار روپیہ سالانہ والے اپنے احباب میں سے ہم پہنچائیں۔ تو اس طرح پانچ روپیہ
تخریج تک ہو جائیں اور خدا کے فضل سے اپریل ۱۹۲۸ء سے فاروق جاری ہو کر
دوستوں کو شاد اور دشمنوں کو نامراد کرے۔ انشاء اللہ۔

پس جو سیکرٹریان تبلیغ اور دیگر احباب فاروق کیلئے خریدار پیدا کر سکیں
چندہ نقد پیشی وصول کریں۔ اور چندہ مع اسماء خریداران ایڈیٹر صاحب فاروق
کے نامہ روانہ کریں۔ اور ذریعہ تبلیغ میں اطلاع دے دیں۔ اور پوری کوشش سے
۳۱ مارچ ۱۹۲۸ء تک پانچ سو خریدار پورے کر کے فاروق کے اجراء کا
ثواب حاصل کریں۔ اس قدر خریدار بنالینا احباب سلسلہ کیلئے کوئی مشکل امر
نہیں ہے۔ لیکن یہ ضرور خیال رکھیں کہ چندہ سالانہ حساب منسلک یا
فہ یا لکھ یا ششماہی اس کا نصف نقد وصول کریں۔ یا دی پی کی اجازت
لیں تاکہ جو اس وقت نقد ادا کر سکتے ہوں۔ اور کچھ دن بعد دینا چاہیں۔ ان
کے نام دی پی کر دیا جائیگا۔ بہر حال روپیہ پیشی آنے پر اخبار جاری کرنا آسان
ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ میری یہ درخواست مخلصانہ ساریگاں۔ سچائی
فرزہ بار آور ہوگی۔ آمین۔ فتح محمد سبیلان فر دعوۃ و تبلیغ قادیان دارالامان

عیسائیت پر احمدیت کے غلبہ کا تازہ ثبوت

۱۰-۱۱ مارچ ۱۹۲۸ء خانوالہ میں عیسائیوں کا جلسہ تھا
تہم نظارت دعوت و تبلیغ قادیان سے درخواست کی تھی۔ کہ
اس موقع پر کوئی مستند بھیجا جائے۔ چنانچہ ۸ مارچ ۱۹۲۸ء
کو مولوی اللہ داتا صاحب خانوالہ پہنچ گئے۔ مولوی صاحب
کی آمد پر ایک عیسائی ان سے ملنے کے لئے آیا۔ اور کچھ باتیں
کرنے کے بعد چلا گیا۔ اُس نے جا کر مولوی صاحب کی آمد
سے عیسائیوں کو اطلاع دی جس سے عیسائی کمیپ میں
کھلبلی مچ گئی۔ اور کسیر صلیب کا نظارہ نظر آنے لگا۔ ۹
مارچ کو عیسائیوں کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا مگر
ہر ایک اشتہار میں "پادری عبدالحق صاحب" کے الفاظ
کے بعد قریباً ایک انچ جگہ کٹی ہوئی تھی۔ جس سے پبلک کو
اور بالخصوص ہمیں بہت حیرانی ہوئی۔ بہت جدوجہد کے
بعد اس کا کھوج نکالا گیا۔ اور کاٹنے والے ملازم سے چند
لٹے ہوئے پرزے حاصل کئے گئے۔ تو ان پر "فاتح قادیان"
لکھا ہوا تھا۔ اصل اشتہار اور کٹا ہوا پرزہ ہمیں مل گیا
ہے۔ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ عیسائیت پر احمدیت کا
کس قدر سکھ بیٹھا ہوا ہے۔ نیز یہ بھی واضح ہے کہ پادری
عبدالحق صاحب کا "فاتح قادیان" ہونا محض ایک فرضی
بات ہے جسے عیسائی خود اپنے ہاتھوں کاٹ لے ہیں۔
جاء الحق و ذھق الباطل ان الباطل کان
ذھوقا۔

۹ مارچ مولوی اللہ داتا صاحب نے سیکرٹری صاحب
کے کچھ سو سائٹی کے نام رقم لکھا کہ ہمارے ساتھ مباحثہ
کر لیا جائے۔ انہوں نے حسب ذیل جواب دیا۔
پادری صاحب رپادری عبدالحق صاحب مباحثہ
کے لئے یہاں پر نہیں آ رہے ہیں۔ صرف لیکچر دینے کے
واسطے آ رہے ہیں۔ بعد اس لیکچر کے تحریری سوالوں کا جواب
جو شئی دیا جائیگا۔
کیا اب بھی یہ تسلیم نہ کیا جائے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے
کسیر صلیب کر دی؟ خاکسار عبدالحق بنی۔ اے۔ از خانوالہ
ذالفضل عیسائیوں کا وہ اشتہار جس کا اوپر کے مضمون میں ذکر ہے
میں نے اپنے پاس ہی رکھا ہے۔ جو بیان کی گئی ہے۔ ہم احمدیوں نے انہوں کی
عیسائیت کا انہوں کی داد دینے میں جو انہوں سے اس بارہ کی

مجھے یہ معلوم کر کے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک لاجواب پرچہ
جو خلافت ثانیہ کے عہد مبارک میں فاروق نام سے جاری ہوا
تھا۔ اور جس نے نہایت اخلاص اور پوری شوکت سے اندرونی و
بیرونی مخالفین سلسلہ و دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا اور برابر کرتا رہا۔
وہ قریباً اپریل ۱۹۲۷ء عرصہ ایک سال سے محض عدم توجہی خریداروں
کے باعث ہو گیا ہے۔ اس قدر افسوس اور دکھ ہوا جو میان نہیں کر سکتا
میں کبھی یہ خیال بھی دل میں نہیں لاسکتا کہ وہ قوم جس کو تمام دنیا کی
ماہ نمائی کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک نبی مامور کر کے اس
کے ہاتھ پر جمع کیا ہے۔ وہ قوم جس کے ہر ایک فرد نے خدا کے سرچ
اور اس کے فرستادہ حضرت محمدی مہمود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
دست مبارک پر یہ عہد کیا ہو کہ "وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے لگے"
اور یہ اقرار نہ ایک بار بلکہ خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر دوبارہ اس
کی تجدید کی۔ اور پھر حضرت خلیفہ ثانی ایڈ اللہ بنصرہ کے دست مبارک
پر بار بار اس کو پختہ کیا۔ وہ قوم اپنے ہاتھوں سے اور اپنے دیکھے دیکھے
اپنے سلسلہ کے ایک اخبار کو سبک کر کے آرام سے بیٹھ جائے۔ میرا ہنر ایک
لمحہ کے لئے بھی یہ یا کر کرنے کو آمادہ نہیں ہے۔ کہ ایک زندہ قوم جس نے تمام
جہان کو اپنی زندگی کا قائل کرنا ہے۔ وہ ایسی سست اور بے پرواہ ہو جائے
کہ اس کی زندگی میں اس کا ایک قومی اخبار بند ہو جائے۔ اور اس کو
احساس تک نہ ہو۔ آج دنیا کے ہر اطراف دہانے نے یہ مان لیا ہے کہ
بیشک احمدی قوم ہی ایک زندہ قوم ہے۔ اور اسی کی طرف یارو
اخیار کی نظریں اپنے اپنے خیالات کے مطابق اٹھ رہی ہیں۔ پس اسے
نہ صرف خود زندگی رکھنے والی قوم بلکہ دوسروں کو بھی زندگی بخینے والی قوم
اٹھ اور بتا۔ کہ کیا تو یہ چاہتی ہے۔ کہ ہر طرح سے جملہ اقوام عالم پر اپنا
سکہ جائے۔ اور ہر بات میں سب سے گونے سبقت لے جائے۔ یا یہ کہ
بغواہ تیرے کسی آلہ کار کو مٹا ہوا دیکھ کر خوشی کے شادیاں نہ بجائے
کیا احمدیت کی غیرت اور سلسلہ احمدیہ کی حیثیت اس امر کی تقاضی نہیں ہے
کہ اس کے ذرائع تبلیغ تمام مذاہب عالم کے ذریعوں سے بڑھ کر ہوں
برادران! آپ کو علم ہوگا۔ کہ باطل کی حالی سٹی بھر قوم جو
آریہ سملج کے نام سے موسوم ہے۔ جس کی تعداد چند لاکھ سے اوپر نہیں
جودات دن اسلام کی عداوت میں اپنا خون پسینہ ایک کر رہی ہے۔
اس کے کتنے روزانہ اور ہفتہ وار اور ماہوار اردو۔ ہندی۔ انگریزی
کے اخبار و رسائل شائع ہو رہے ہیں۔ اور بڑی بڑی تعداد میں شائع
ہوتے ہیں۔ ایسا ہی دیگر باطل پرستان اپنے ہاتھ میں ایک بر دست
اور طاقتور پریس رکھتے ہیں۔ ان سب باطلوں کے اذناق کے لئے خداوند
جل ثناہ نے الحق بھیجا۔ جس کو احمدی قوم نے محض القادار اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موتی تسمہ کی دھوم چکئی ملک ایران سے ایک وار

اب یہ کون نہیں جانتا کہ ہمارا ساتھ موتی سرسبز چٹوہ موضع بھنگرکے
جلن پھولا۔ حالہ۔ خارش حشم۔ پانی سینا۔ دھند بخار پڑ بال۔ ناخوہ۔ کواخنی
تو خدا تبتالی موتی تبتا۔ غرضیکہ جملہ امراض حشم کیلئے اکیر ہے۔ قیمت فی تولہ
دو روپے آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

جناب سیٹھ محمد عمر شریح چارباہ دیوانہ سے لکھتے ہیں کہ میری آنکھوں کی
سال سے خراب تھی۔ ڈاکٹر کے علاج سے میری روح تھیں ہوتی تھی کوئی لائی طریقہ
تھیں کام کی زیادتی اور دیگر ذریعہاں مہنتوں کا علاج کرنے کے لئے تھیں۔

یہ سب کی روشنی میں بیحد اگر ایک گھنٹہ طبی کام کرتا تھا تو دوسری صبح آنکھیں استعد
سورج جاتی تھیں کہ کچھ کمانی نہ قیقا تھا اور اسے درد کے جان جاتی تھی حشم
سے ڈاکٹر شیری صاحب کے چار بار شریف لانے پر اپنی آنکھیں کمانے کا تو ملا۔ ڈاکٹر
صاحب نے ہفتہ بھر آپ کا ایجاہ کر دہ سرمد استعمال کرایا اب میں بالکل تندرست
دن اپنا کلمہ کرتا ہوں۔ نذرنا ہوگی سوزش جاتی رہی۔ آپ کا سرسبز چٹوہ لکیر لکیر
رکھا ہے۔ آنکھوں کے بیماریوں کے لئے نفع غیر مترقبہ ہے۔

موتی سرسبز چٹوہ اور اکیر البدن رجبسٹڈ اکھی منگو آنے پر محصول ڈاک معاف رہے گا۔
پتہ: بیچر فور اینڈ سنسز نوٹس بلڈنگ قادیان۔ منسلح گورداسپور۔ پنجاب

اکیر البدن اپنی کا پاپی بیگی پلیڈر ہائیکورٹ کی شہادت

ہینک لوگ شہادی دنیا سے بدظن ہیں۔ مگر دوستو پانچوں انگلیاں یکساں نہیں
ایمانداری نیا سے منقو نہیں ہوگی جس طرح ہمارے شہر آفاق موتی سرسبز چٹوہ نے اتر
سہانی سر ہینک کو گرویدہ بنا لیا جو۔ ٹھیک سیرطرح ہماری تیار کردہ اکیر البدن چٹوہ
ہو اپنے جاوڑا کیوہ سے دن بدن لوگوں کے مٹوں پر اپنا قبضہ جاری ہے۔ جنہ سے اس
اکیر کو اکیفہ بھی استعمال کیا۔ وہ گویا ہیشہ کیوں ہمارا زندہ ہاتھ بن گیا۔ چنانچہ
جناب محمد یعقوب خاں صاحب بی اے پلیڈر ہائیکورٹ پنجاب
گورداسپور سے لکھتے ہیں کہ میں اپنی ساتھ دوائی اکیر البدن قریباً ایک ماہ استعمال
کی اور میں نہایت خوشی سے اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ میں نے اس دوائی کو جسمانی
اور دماغی کمزوریوں کیلئے بہت مفید پایا۔ وہ لوگ جنہیں دماغی کام کرنا پڑتا ہو
انہیں یہ دوا ضرور استعمال کرنی چاہیے۔

اس سے برسر کار کیا جاوڑا تر ہو سکتا ہے۔ اسی کو تو اکیر کہتے ہیں
اگر آپ کو اپنی پیاری صحت کی کچھ بھی قدر ہے۔ تو فی الفور اس کا
استعمال شروع کریں جس سے اپنی زندگی بحال کرینگے ایک ماہ کی عرصہ کی قیمت صرف
انہیں یہ دوا ضرور استعمال کرنی چاہیے۔

پتہ: بیچر فور اینڈ سنسز نوٹس بلڈنگ قادیان۔ منسلح گورداسپور۔ پنجاب

اولاد حاصل کرنے کی عمدہ دوائی

اگر واقعی آپ اولاد حاصل کرنیکے متمنی اور از روہین تو

دوست حمل

جو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ جیسے عظیم الشان شاہی طبیب
اور سیح الملک حکیم حافظ محمد اجل خاں صاحب دھلوی جیسے بہترین حکیم
کے خاندانی مجرب اور ایات کا پتھر ہے۔ استعمال کیجئے۔
اور مراد حاصل کیجئے۔ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ فائدہ اٹھانا یا
نہ اٹھانا آپ کا اختیار ہے۔ قیمت محب حمل اور ایک مہینوں خاں
صرف رمضان شریف کے لئے ہے۔ علاوہ محصول ڈاک

سیخ مشاق احمد خالد مہری مہتمم
احمدیہ یونانی دوا گھر قادیان

جن دوستوں نے ابھی تک جہذیل علمی تواریخی اور روحانی علوم سے ملامت کتابیں نہیں خریدیں وہ جلد منگولیں

<p>لیکچر شملہ یہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایضاً اللہ تعالیٰ کا وہ معرکتہ الارا ایک پیر ہے جو حضور نے شملہ میں دیا۔ جس میں وہ عام گراؤ اصول بتائے ہیں۔ جن پر عمل کر کے مسلمان ملت ادبائے سے نجات حاصل کر سکیں قیمت ۴</p> <p>تواریخ مسجد فضل لندن اس میں ان تمام تبلیغی کار گزاروں کو تفصیل دار قلمبند کیا گیا ہے۔ جو یورپ میں عموماً اور انگلستان میں خصوصاً احمدیوں کی طرقہ ظہور میں آئیں۔ ساتھ ہی ہر ایک فرقہ کے تواریخ میں جن کی تعداد ۳۴ ہے۔ قیمت جلد دو روپے چار آنے۔ غیر مجلد ۴</p>	<p>ہمارا خدا یہ پیش بہار علمی تصنیف صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کے اذکار عالیہ کا نتیجہ ہے۔ جس میں ہستی باری تعالیٰ کے متعلق کافی سے دانی بحث کی ہے۔ جو واقعی قابل دید ہے۔ قیمت مجلد ۲۔ غیر مجلد ۴</p> <p>سیرت المہدی حصہ دوم اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے حالات انہی کے صحابہ کی زبانی نقل کئے گئے ہیں۔ جس کا سطح البتینا ایمان اور ایقان کو بڑھانے والا ہے۔ قیمت مجلد ۴۔ غیر مجلد ۲</p>	<p>جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات اس ضروری تصنیف میں واقعات اور دلائل کی روش سے بتایا گیا ہے۔ کہ دنیا میں صرف احمدی جماعت ہی وہ قوم ہے جس نے اسلام کی بیش بہا خدمات انجام دیں۔ اور جا بجا غیر دل کے اقوال بھی اپنے دعوے کی تائید میں نقل کئے ہیں۔ قیمت ۲</p> <p>اسباق القرآن حصہ سوم یہ اس سلسلہ اسباق کا تیسرا حصہ ہے۔ جس میں بغیر استاد کی مدد کے از خود ہی ہر مجتہد قرآن شریف پڑھنے کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔ دوستوں کو اس کتاب سے فز و استفیہ ہر پانچ روپے قیمت حصہ اول ۸۔ دوم ۱۲۔ سوم ۱۴</p>	<p>سلسلہ ترویج اصول وید اس سلسلہ کے اس وقت تک چھ ٹریکٹ شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں کمال سنجیدگی اور مشانت کے ساتھ خود آریہ سماج کی مسلک ت ابوں کے حوالوں سے دید کا غیر الہامی ہونا ثابت کیا گیا ہے قیمت فی ٹریکٹ چھ پائی۔ اور فی سینکڑہ ۴</p> <p>علاوہ ازیں مشاہدات عرفانی قیمت ۴۔ حیات نامہ قیمت ۱۰۔ سیرت مسیح موعود حصہ اول ۴۔ حصہ دوم ۴۔ حصہ سوم ۴۔ جان پور ۱۰۔ یہی ہمارے ہاں مل سکتی ہیں۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق دیگر تمام کتابیں بھی موجود ہیں۔</p>
---	--	---	---

ملنے کا پتہ: بیچر فور اینڈ سنسز نوٹس بلڈنگ قادیان۔ منسلح گورداسپور۔ پنجاب

میٹ بہرین

کم ستے کان بیٹے - درد ورم - آواز میں ہونے - خشکی - کھجلی
 کانوں کا بھاری رہنا - کان کی تمام بیماریوں پر مشتمل اور اکثر وہ
 رخن کوکانات ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ ہر سائز
 بادشاہی منجن کے قابل قیمت فی شیشی چار آنہ - دھوکا
 باز لوگوں سے ہوشیار رہو - اپنا پتہ صاف لکھیے - ہمارا پتہ یہ ہے -
 کان کی دوا بلب اینڈ سنر پبلی بھیت (روپلی)

حمائل شریف کی قیمت میں خاص رعایت

مجھ سے خرید کر فائدہ حاصل کریں
 سیر القرآن کی طرز پر سب سے پہلی حامل شریف زرد اور سفید
 کاغذ پر چھپی ہوئی ہے پاس ہے - میں نے اس کی قیمت بجائے مبلغ
 دو روپیے کے صرف ایک روپیہ کر دی ہے - حامل شریف نہایت عمد
 چھپی ہوئی ہے - کاغذ عمدہ درجہ کا ہے - بوڑھے و بچے اس کو خوبی
 پڑھ سکتے ہیں
 منشی محمد ابراہیم قادیان

تعمیرات
 (اشتمار زیر آرڈر ۵-۲۰ - ضابطہ دیوانی)

باجلاس میں محمد عبدالغفر بز صاحب
 بی۔ ای۔ پی۔ سی ایس۔ ایس۔ جج بہا پٹالہ
 مقدمہ نمبر ۹۵ ۱۹۲۸ء
 قزم چراغ دین - نظام الدین بزرگ چراغ دین مالک فرم
 پٹالہ مدعیان -

بنام
 اسماعیل ولد ابراہیم قوم بافندہ - فضل دین ولد امام دین قوم
 دھوبی سکنا سہ مراڑہ تحصیل گورداسپور - مدعا علیہم
 دعوے مامولہ ۱۸۹/۱۹۱۹
 مقدمہ مندرجہ عنوان میں فضل الدین مدعا علیہ پر سمونی طریقہ سے
 تحصیل میں نہیں ہوتی ہے - لہذا یہ اشتمار زیر آرڈر ۵-۲۰
 ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور تاریخ ۱۹۱۹
 بوقت دس بجے صبح یا دکان کا حاضر عدالت ہو کر پیر وی و چوہدری
 مقدمہ مذکور کی نہیں کرے گا - تو اس کے خلاف کارروائی بحکم
 عمل میں لائی جائے گی - تحریر ۱۴/۳/۲۸
 (مہر عدالت - دستخط حاکم)

ماہ رمضان کی آمد پر خاص رعایت

مترجم حامل شریف ترجمہ حضرت مولانا المکرم سید محمد مراد شاہ
 صاحب - سفید دوز و لائٹی کاغذ پر طبع ہو چکی ہے - ابتدا میں
 مجلد لکھ پر مدیا ہوئی تھی - اس وقت باجلاس کی قیمت عام روپے
 مجلد کپڑا کی گئی ہے - احباب جلد فائدہ اٹھائیں +
 محمد اسماعیل - محمد عبداللہ تاجران کتب قادیان
 بازار ترجمہ حامل شریف بظہر زبیر القرآن سفید دوز و کاغذ
 مجلد کپڑا ایک روپیہ چار آنے (پھر)

نئے اولاد کی اولاد

عام طور پر سورت اپنے حالات پر براہ راست کسی غیر زیادہ خانہ کو خاکہ کے
 لکھنے سے چھپاتی ہیں - لہذا بے اولاد ہونے کو اطلاع دینا ہی ہے - کہ وہ براہ راست
 والدہ صاحبہ کے نام خط و کتابت کریں -
 اولاد خود اپنے ہاتھ سے تیار کرتی ہیں - سالہا سال کی بے اولاد عورتیں ان کے ہاتھ سے
 محض خدا تم کے فضل سے صاحب اولاد ہو چکی ہیں - لہذا ایک دفعہ ضرور آزمائیں کہ
 انشاء اللہ - آپ کی مراد پوری ہوگی - قیمت فی شیشی دو روپیہ ہر سائز
 نوٹ خط و کتابت کے وقت سفصل حالت تحریر نہیں ہوگی - ہر شیشی کو
 سید خواجہ علی قادیان

قادیان میں سکھائی

قادیان کی نئی آبادی کے ہر دو محلہ جات یعنی محلہ دارالفضل و محلہ دارالرحمت میں قابل فروخت قطعات موجود ہیں - اور اب ایک نیا
 محلہ بنایا گیا ہے - جس کا نام محلہ دارالبرکات ہے - جو محلہ دارالفضل سے جنوب مشرق میں سڑک کھارا کی دوسری طرف واقع ہے - ان ہر
 محلہ جات میں قیمت ایک ہی مقرر ہے یعنی برب سڑک کلاں 15×15 فی مرلہ اور اندر کی طرف میں بیس فٹ اور دس فٹ کے استوں
 پر 15×15 فی مرلہ ہے - ایک کنال کی چھائیں طول میں کچھتر فٹ اور عرض میں ساٹھ فٹ ہوتی ہے - اور اس کے دو طرف راستہ گذرتا ہے
 چار کنال لینے والے کو چاروں طرف راستہ ہوگا - اور بہت بہت عمدہ ہے - خواہشمند احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں - اور
 روپیہ بھجوانا ہو - تو خاکسار کے نام یا محاسب بیت المال قادیان کے نام بھجوا یا جائے

خاکسار میرزا شہباز احمد

ہندستان کی خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ممالک غیر کی خبریں

متھرا ۱۲ مارچ - ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ صلح منتر کے ایک گاؤں میں جسے آدل کہتے ہیں۔ ۱۲ مارچ کو دوپہر کے وقت ہندو اور مسلم باشندگان میں شدید فساد ہو گیا۔ فساد ایک عورت کی وجہ سے ہوا۔ مجسٹریٹ نے یہ حکم صادر کیا تھا کہ چونکہ عورت جس مسلمان قصائی کے ساتھ بھاگ گئی تھی۔ اسی کے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔ لہذا اسے قصائی کے ساتھ رہنے کا حق ہے۔ ۱۲ مارچ کی دوپہر کو اول اور قرب وجوار کے ہندوؤں نے جن میں ریاست بھرت پور کے موصافت کے ہندو بھی شامل تھے۔ کثیر تعداد میں اکٹھے ہو کر اول کے قصائیوں پر حملہ کیا۔ ۲۳ گھنٹہ تک لڑائی ہوتی رہی۔ اس لڑائی کے دوران میں تقریباً ۲۰ مسلمانوں کو چوٹیں آئیں۔ اور ایک نوجوان مسلمان ہلاک ہو گیا۔ قصائی کا گھر لوٹ لیا گیا۔ اور اس کا مال و اسباب خورد برد ہو گیا۔ جوائنٹ مجسٹریٹ نے زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری احکام نافذ کر کے اول سے چار چار میل تک کے فاصلہ میں دو ماہ تک گھٹیاں دو دیگر مہتیارے کر چلنے کی ممانعت کر دی۔

۱۲ مارچ - مطالبات بجٹ پر حکومت کو کونسل میں ۶ مرتبہ شکست کھانی پڑی۔

پٹنہ ۱۲ مارچ - بہار کونسل میں حکومت کو پے در پے تین مرتبہ شکست کھانی پڑی۔

نئی دہلی ۱۶ مارچ - سر باسل بلکیٹ نے اعلان کیا کہ گورنر جنرل باجلاس کونسل نے حسب ذیل ۴ مطالبات کے خلاف جو تخفیف کی تحریکیں منظور ہوئی تھیں۔ ستر و کر دی ہیں

(۱) سائمن کمیشن کے اخراجات کا مطالبہ (۲) وزیر ہند کا مطالبہ (۳) محکمہ فوج کا مطالبہ (۴) مجلس انتظامیہ کا مطالبہ۔

لاہور ۱۶ مارچ - ۳۳ مئی ۱۹۲۵ء کو جو ملی کابلی مل کی مسجد کے قریب مسلمان نمازیوں کو شہید کرنے کے جرم میں پانچ سکھوں کو عدالت سشن سے مختلف میچاؤ کی سزائے قید دی گئی تھی۔ ان لوگوں نے عدالت عالیہ میں مرافعہ کیا۔ آج مسٹر جسٹس فورڈ اور مسٹر جسٹس کولڈسٹریم نے اس مرافعہ کا فیصلہ سنا دیا۔ انڈر سنگھ۔ گیان سنگھ۔ تیجا سنگھ اور چرن سنگھ بری کرتے گئے۔ مگر جیون سنگھ کی سزا بحال رہی۔ عدالت سشن نے اسے جس دوام عبور دریائے ستلج کی سزا دی تھی۔

لاہور ۱۲ مارچ - آج مسٹر جسٹس آغا حیدر علی صاحب کی عدالت میں دیوان سنگل سین کو جن کے خلاف پنجاب انڈسٹریل بینک کا مقدمہ رائے صاحب لال لال منڈہ پیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں چل رہا ہے۔ پیش کیا گیا۔ فاضل جج۔

الصفات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم آپ کا مقدمہ اس عدالت سے تبدیل کرتے ہیں۔

نئی دہلی ۱۶ مارچ - آج مجلس وضع قوانین ہند میں مالی بل پیش ہوا۔ ڈاکٹرانہ کے شرح محصول پر طویل بحث ہوئی۔ لفافوں پوسٹ کارڈوں اور پارسلوں کے شرح محصول میں تخفیف کرنے کی تحریک پیش کی گئی تھی۔ جس کی تائید متعدد غیر سرکاری ارکان نے بھی کی لیکن منظور نہ ہوئی۔

نیرود پور میں نواب صاحب ممدوٹ کا انتقال ہو گیا۔ وہ ایک دن انتقال سے پہلے بالکل تندرست تھے۔

بہی ۱۶ مارچ - یار دہلی سینیٹہ آگرہ کا پولیٹیکل سیکریٹری لکھتا ہے۔ کہ تعلقہ کے تمام لوگوں نے نہ صرف زائد لگان دینے سے بلکہ تمام لگان دینے سے انکار کر دیا ہے۔ جب تک کہ گورنمنٹ پرانے لگان کو لینے کا فیصلہ نہ کرے۔ یا غیر جانبدار نمبر ان سے مزید لگان کا فیصلہ نہ کر لے۔

کلکتہ ۱۵ مارچ - سر ڈیوید لائسن سابق ایڈیٹر انگلش میں کی ہوئی خبر موصول ہوئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ آپ کی موت حرکت قلب کے سبب ہونے کے باعث ہوئی ہے۔

کلکتہ ۱۵ مارچ - آج صبح باگا گوردت سنگھ اپنے مکان پر زیر دفعہ ۱۴۴ الف تعزیرات ہند گرفتار کر لئے گئے۔ اور ضمانت پر رہا کر دئے گئے۔ مقدمہ کی سماعت ۲۸ مارچ کو ہوگی۔

لاہور ۱۶ مارچ - سردار دیویندر سنگھ صاحب مجسٹریٹ درجہ اول نے ۱۶ بیٹھانوں کو ایک ایک سال کے واسطے اس الزام میں سزائے قید دی کہ وہ شہر میں آوارہ پھرتے تھے۔ ان کا آمدنی کا ذریعہ کوئی نہیں تھا۔

پٹنہ ۱۶ مارچ - باڑہ میں ایک براہمن عورت کے اپنے شوہر کی چتا پر جل جانے کا جو واقعہ ہوا تھا۔ اس کے سلسلہ میں چند آدمیوں کے خلاف جو مقدمہ چل رہا تھا۔ اس کا فیصلہ سیشن جج پٹنہ نے سنا دیا ہے۔ ۶۰ لزمان بری کر دئے گئے ہیں باقی دس آدمیوں کا معاملہ ہائیکورٹ میں بھیجا گیا ہے۔

دہلی ۱۸ مارچ - سر باسل بلکیٹ نے جن حالات میں آسلی سے ڈاک آڈٹ کیا تھا۔ انہیں مد نظر رکھتے ہوئے آسلی کے یورپین نمبر ان نے مسٹر ٹیٹیل صدر آسلی کا سوشل بائیکاٹ کر دیا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ مسٹر ٹیٹیل کی کسی پارٹی وغیرہ میں شریک ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

لنڈن سے ذیل کے معلومات ہندوستان میں پہنچے ہیں۔ ہندوستان سے سنسنی لڑنے کے متعلق جو اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسٹر سخت انفر دگی کی حالت میں ہے۔ اگرچہ وہ ہنسے کی کوشش کرتی ہے۔ مگر اس کے باوجود تبسم کے آثار ابھی کے چہرے پر نمودار نہیں ہوتے۔ اور وہ اس وقت حالت تدبیر میں پڑی۔

ظہران ۱۲ مارچ - صوبہ سینٹان سے تار آئے ہیں کہ وہاں مقام نیندان میں دو مرتبہ زلزلہ آیا۔ جس کے صدر سے نصف بستی تباہ ہو گئی۔ ایک ہزار گھر منہدم ہو گئے۔ اور بقیہ کو صدمہ پہنچا۔ چونکہ رمضان کا مہینہ ہے۔ لوگ سحری کی وجہ سے رات کو زیادہ جاگتے ہیں۔ اس لئے صرف چار آدمی ہلاک اور ایک شام زخمی ہوا۔ خوف زدہ باشندے آبادی سے باہر ڈیرے ڈالے پڑے ہوئے ہیں۔

لاس انجلس ۱۳ مارچ - ایک زلزلہ کی وجہ سے سین فرانسسکو میں پانی کا ایک حوض جو سوئٹ بلندی پر تھا۔ گر گیا۔ جس کی وجہ سے خیال کیا جاتا ہے۔ چار سو آدمی مر گئے حوض کے گرتے ہی اطراف و جوار میں سیلاب سا آ گیا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ زلزلہ نہیں آیا۔ کیونکہ کسی جگہ محسوس نہیں کیا گیا۔

لنڈن ۱۳ مارچ - ٹھکڑے شاہی ہوائی پرواز کا بیان ہے کہ رات کے ہوائی پرواز کے جاری ہونے سے پہلے ہی لنڈن کی ہوائی ڈاک ٹرالی میں ۹ دن میں پہنچ سکے گی۔ اور اگر رات کی بوقت ہوائی پرواز کا سسٹم شروع ہو گیا۔ تو یہ سلسلہ رات دن میں پورا ہو سکے گا۔ چھٹی کا خرچ ۶ پینس یا ۹ پینس ہو گا۔

قاہرہ ۱۴ مارچ - حسین رشیدی پاشا کا انتقال ہو گیا۔ دوران جنگ عظیم میں آپ دولت مصر کے وزیر اعظم رہے تھے۔ اور دولت برطانیہ کے ساتھ آپ نے نہایت دوستانہ طریقہ سے اشتراک عمل کیا تھا۔

قاہرہ ۱۳ مارچ - ملک نواد نے جمعیتہ وفد کے لیڈر اور زاعلول پاشا کے جانشین کو منصب وزارت عظمیٰ پیش کیا۔ مگر انہوں نے اس معاملہ پر غور و خوض کرنے کے لئے اہمیت طلب کی ہے۔

برلن ۱۴ مارچ - ٹیکسوں کے بڑھانے سے کسانوں کے اندر بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ کسان ہر جگہ مظاہر کر رہے ہیں۔ کسی جگہ ان کا پولیس سے تصادم بھی ہوا۔ گورنمنٹ آفران پر حملے بھی کئے گئے۔ مختلف مقامات پر جسے کئے جا رہے ہیں۔ گورنمنٹ کو بغاوت کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔

لنڈن ۱۶ مارچ - آج شاہ کابل نے سوئٹس میں لنڈن کے مختلف حصوں کا گشت دکھایا۔ آپ سپر کورٹ برسٹلم روتن انفرڈ ہوئے۔ اسٹیشن پر آپ کے استقبال کیلئے لارڈ میرو میڈی میرس اور شہر کے متعدد لوگ موجود تھے۔ شام کی بوقت برسٹلم سے مراجعت فرمائے لنڈن ہوئے۔ اپنے لنڈن میں مختلف چیزیں خریدی ہیں۔ جن میں مانسا ٹیکو پڑیا برٹینکا ایکٹسکی کا آلہ ایک خوردبین اور ایک سینو میوگراف ہے۔